معاشرہ کا اہم مسئلہ

یتیمی

مؤلف

ناصر باقری بیدہندی

مترجم

حسن فیضی

Presented by www.ziaraat.com

معاشرہ کا اہم مسئلہ

یتیمی

مؤلف

ناصر باقری بید ہندی

مترجم

حسن فیضی

ناصر حسین دیوجانی گجراتی

ASSOCIATION KHOJA
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

ASSOCIATION KHOJA
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

<u>waqaf</u>

Ce livre est offert par un bande khouda
pour les alims de Mayotte .
Veuillez réciter un soureh fateha
<u>pour issale sawab de nos marhoumines.</u>

<u>વકફ</u>

આ કીતાબ બંદેખુદા તરફથી માયોત જમાત
ના આલીમ માટે વકફ કરવામાં આવેલ છે
લાભ લેનાર કુલ મરહુમીન માટે
એક સુરે ફાતેહા પડવા ગુઝારીશ છે

Presented by www.ziaraat.com

انصاریان پبلیکیشنز

پوسٹ بکس نمبر ۳۷۱۸۵-۱۸۷

قم جمہوری اسلامی ایران

ٹیلی فون نمبر ۷۴۱۷۴۴

ASSOCIATION KHOJA
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

مشخصات کتاب

نام کتاب ——— معاشرہ کا اہم مسئلہ یتیمی

مؤلف ——— ناصر باقری بید ہندی

مترجم ——— حسن فیضی

ناشر ——— انصاریان پبلیکیشنز، قم، ایران

پریس ——— صدر قم

پہلا ایڈیشن ——— ربیع الاول ۱۴۱۷ھ / جولائی ۱۹۹۶ء

تعداد ——— ۲۰۰۰

فہرست

مضامین	صفحہ
اھداء	۴
مقدمہ	۵
یتیموں کی کفالت کرنے والی انجمنیں	۱۹
یتیم خانے اور ان کی تعمیرات	۲۱
یتیموں پر انفاق	۲۷
یتیموں کے مال کی حفاظت	۳۲
یتیموں کے سرپرست کی اجرت	۳۹
کفالت و ذمہ داری کا اختتام	۴۰
ہماری ذمہ داری یتیم کو مال دیتے وقت	۴۳
تنبیہ	۴۴
یتیم کی تربیت	۴۷
تنبیہ اور اس کے مرحلے	۵۰
محبت و مہربانی	۵۳
ترجیح کی ممانعت	۵۶
یتیموں کے ساتھ نیکی اور احسان کرنا	۵۸
یتیموں کے ساتھ نیک برتاؤ	۶۰
امام خمینیؒ کی نیکی شہیدوں کے بچوں کے ساتھ	۶۲
یتیموں سے محبت کرنا	۶۶
یتیموں سے محبت و مہربانی کرنے کے طریقے	۶۹

Presented by www.ziaraat.com

حضرت علیؑ کی عملی سیرت ۷۱
محبت میں افراط ۷۵
یتیموں کا احترام ۷۷
تحصیل علم ۷۹
حوصلہ افزائی اور تنبیہ ۸۲
عذر قبول کرنا ۸۴
یتیموں کو ڈانٹنے کی ممانعت ۸۶
یتیموں کے لئے مناسب کام کا تعین ۸۷
یتیموں کی شادی ۸۹
یتیموں اور ان کے بزرگوں کے لئے دعا کرنا ۹۰
روایات کی رو سے یتیموں کی خدمت کے آثار ۹۲
سرپرستوں کے لئے چند باتیں قابل توجہ ہیں ۹۴
نیت عمل ۹۵
خلوص عمل ۹۷
عمل کو منت و احسان جتا کر برباد نہ کرو ۹۸
محبوب اور موثر ترین وسائل کے ذریعہ یتیموں کی مدد کرو ۱۰۰
یتیموں پر ظلم کرنے سے پرہیز کرو ۱۰۲
دوسروں کی تشویق ۱۰۳
عجب اور خود پسندی سے اجتناب ۱۰۴
یتیموں کو خوار کرنے سے اجتناب کرو ۱۰۵
مشکلات میں فراخدلی سے کام لینا چاہیئے ۱۰۶
راضی برضا اور رخندہ پیشانی سے اقدام کرو۔ یتیموں کے مال کو لالچ کی نگاہ سے نہ دیکھو ۱۰۸
اہم مصادر و مآخذ ۱۱۰

مقدمہ

اس مشینی زندگی کے دور میں یتیمی "عام از این کہ بچہ کے والد کا انتقال ہوا ہو یا ماں کی رحلت"، معاشرہ کا اہم مسئلہ ہے کہ جس نے ماہرین نفسیات و اندیشمندان، علمائے تربیت اور معاشرے کے خیر اندیش افراد کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے اور ان سب کا نظریہ ہے کہ معاشرہ میں از قبیل فحشا، پسماندگی، خودکشی (ایسے) مشکلات کا اضافہ کر دیا ہے۔ ان بے سرپرست اور آوارہ بچوں میں اور دوسری ناگفتہ بہ حرکتوں کو دیکھا جا سکتا ہے۔

اسلام نے جہاں فرد، فرد کی سعادت کو مورد توجہ قرار دیا ہے وہاں اس نے اس مسئلہ کا تذکرہ بھی قرآن مجید کی (۲۳) ۱ آیتوں میں کیا ہے اور پیغمبر اسلامؐ و ائمہ معصومینؑ سے (نقل ہونے والی) ۲ جو حدیثیں ہم تک

---

۱ ۔ از جملہ سورۂ بقرہ، آیت ۸۳ - ۲۲۰، سورۂ نسا، آیت ۸ - ۱۰ - ۱۱ - ۳۶ - ۲، سورۂ بلد آیت ۱۵ سورۂ دھر، آیت ۸، سورۂ انعام، آیت ۱۵۲، سورۂ اسرا، آیت ۳۴، ۲۶، سورۂ حشر، آیت ۷، سورۂ فجر، آیت ۱۷، سورۂ ماعون، آیت ۲، ۹، سورۂ کہف، آیت ۸۲ -

۲ ۔ اگرچہ یتیم واقعی میں پیروان ائمہ معصومینؑ بھی شامل ہیں جو امام زمانہ کے ساتھ

Presented by www.ziaraat.com

پہنچی ہیں، ان میں یتیموں کے سرپرستوں اور ان کی ذمہ داریوں کی طرف اشارہ کیا ہے، اور اسی طرح اسلام نے حکومت اسلامی کو بھی اس محروم و نادار طبقہ کی طرف متوجہ کیا ہے اور اس مشکل کے لئے صحیح راستوں کو مدنظر رکھا ہے۔ اسلام نے یتیموں کے سرپرستوں کی جزا بھی معین کی ہے اور ہر ایک مسلمان کو یتیم بچوں کی سرپرستی اور نگہداری کی وصیت کی ہے۔

اس کتابچہ میں میں نے اختصار کے ساتھ یتیموں اور شہیدوں کی نسل کے بارے میں اسلام کے نقطۂ نظر سے لوگوں کی ذمہ داری کیا ہے کی تحقیق کی ہے۔

خدائے متعال کا لاکھ لاکھ شکر کہ اس نے کوتاہ مدت میں مجھے یہ کتابچہ لکھنے کی توفیق مرحمت فرمائی، معزز قارئین سے گزارش ہے کہ اگر مطالعہ کے درمیان کوئی خامی یا کسی چیز کی کمی وبیشی نظر آئے تو اس سے مجھے آگاہ فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کرسکوں کیوں انسان سے غلطی ہوسکتی ہے مگر یہ کہ خدا کسی کو اپنے لطف و کرامت سے سہو ونسیان سے محفوظ رکھے۔

ناصر باقری بیدہندی

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

← عاطفت اور ان کے وجود کی برکتوں سے محروم ہیں اور ان کو سرپرست بنایا گیا ہے لیکن اس مقالہ میں ہماری بحث یتیمان آل محمدؐ سے نہیں ہے بلکہ اس میں ہم ان یتیموں کے حالات کا جائزہ لیں گے جن کے والدین کا انتقال ہوگیا ہو، ان یتیموں کے سلسلہ میں جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان کو منیۃ المرید کے ص۱۷ و ۱۹ پر، تفسیر برہان جلد ص۱۲۱، بحار الانوار جلد ص۳ اور نور الابصار، کلمۃ الحسینؑ کے ص۳۷ پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر زمانے میں اور ہر جگہ بچوں کا ایک گروہ والد کے مرجانے یا والدہ کے فوت ہوجانے سے یا ان دونوں کے انتقال سے اس محبت سے محروم ہوجاتا ہے کہ جس کا وہ اس کمسنی میں (فطری طور پر) محتاج ہے۔ جس معاشرے میں خورد سال بچے یتیم ہوں وہ اس معاشرہ کے افراد کے لئے سنگین مسائل پیدا کر دیتے ہیں، بالخصوص اس وقت کہ جب ان بچوں کے باپ جہاد یا کسی بلند پایہ مقصد کے حصول میں شہید ہوگئے ہوں۔ اگر قوم یتیموں کی کثیر تعداد

۱۔ "عبد اللہ بن عمر یقول سمعت رسول اللہ یقول: کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ، الامام راع ومسئول عن رعیتہ والرجل راع واھلہ وھو مسئول عن رعیتہ والمرأۃ راعیۃ فی البیت زوجھا ومسئولۃ عن رعیتھا والخادم راع فی مال سیدہ ومسئول عن رعیتہ، قال وحسبت ان قد قال والرجل فی مال ابیہ ومسئول عن رعیتہ وکلکم راع ومسئول عن رعیتہ" صحیح بخاری بشرح الکرمانی جز سادس ص۱۶ ←

Presented by www.ziaraat.com

سے بے توجہی کرے گی اور ان کو ان کی تقدیر کے سپرد کر دے گی تو ان تیم بچوں کے اندر جو اخلاقی صلاحیت تھی اس کو بھی مفقود کر دے گی اور پھر ان کے لئے بے راہروی کا دروازہ کھلا رہے گا، اور پھر معاشرہ میں یہ فرد معطل اور ناکارہ ہو کر ایک فسادی انسان میں بدل جائے گی کہ جس کا معاشرہ پر بہت برا اثر پڑے گا، لیکن اگر انجمنیں، عقلا، بہزیستی اور اجتماعی ادارے اپنی زیر نگرانی ان کی تربیت کریں یا معاشرہ کے افراد ان کی کفالت کریں اور ان سے اپنے بچوں ایسا سلوک کریں، ان کی تربیت میں زحمتیں برداشت کرتے ہوئے ان کی جسمانی اور روحانی ضروریات کو پورا کریں۔ تو یتیم بھی نیک خو لوگوں کے سایۂ محبت میں رہتے ہوئے اپنے والدین کی موت کے غم کو بھول جائے گا اور وہ بھی اپنی زندگی میں نشاط و مسرت دیکھ سکے گا اور آئندہ معاشرہ کے لئے بھی نیکو کار ثابت ہو گا

← اثنا عشریہ میں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ارشاد رسول اکرمؐ ہے: تم میں سے ہر ایک ذمہ دار اور اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے، امام محافظ ہے اور رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے، مرد اپنے خاندان کا نگہبان اور اپنی رعیت کا جواب دہ، عورت اپنے شوہر کے گھر کی پاسبان اور اپنی رعیت کے متعلق جوابدہ غلام اپنے آقا کے مال کا رکھوالا اور اپنی رعیت کا مسئول (ابن عمر کہتے ہیں کہ مجھے یاد آتا ہے کہ) آپ نے فرمایا بیٹا اپنے والد کے گھر کا نگہبان اور اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ اور تم میں سے ہر ایک ذمہ دار اور اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہے

لہذا مسلمانوں اور یتیموں کے وابستگان و سرپرست لوگوں کا (ان کی ماں و اقربا نہ ہونے کی صورت میں حکومت اسلامی کا وظیفہ ہے کہ ان کی کفالت و سرپرستی قبول کرے۔

یتیموں کی سرپرستی میں اخروی اجر کے علاوہ دنیوی فوائد بھی ہیں اسی طرح اگر ان پر توجہ نہ رکھی جائے تو دونوں جہاں کی عقوبت بھی نصیب ہو گی، ہم کو اس مسئولیت کی ادائیگی میں منہمک ہو جانا چاہیئے اور یتیموں کا حق اسی طرح ادا کرنا چاہیئے جس طرح اسلام کہتا ہے۔

اس سلسلے میں بطور نمونہ چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں

① ارشاد رسول اکرمؐ ہے:

"من کفل یتیما او کفل نفقتہ کنت انا وھو فی الجنۃ کھاتین"[1]

جو شخص یتیم کا سرپرست یا اس کی کفالت کا ذمہ دار ہو تو میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے (اس وقت آپ نے انگشت شہادت اور انگشت وسطیٰ کو بلند کیا)

② حدیث سرور کائناتؐ ہے:

"من ضم یتیماً لہ او لغیرہ حتی یغنیہ اللہ عنہ

۱؎ - سفینۃ البحار جلد ۲ ص ۷۳۱ -

وجبت لہ الجنۃ "[۱]

جو شخص اپنے خاندانی اور غیر خاندانی یتیموں کی پرورش کرے یہاں تک کہ خدا (اس یتیم کو) سرپرستی سے بے نیاز کر دے تو خداوند عالم پرورش کرنے والے پر جنت واجب کر دیتا ہے۔

۳ آنحضرت ص کا ارشاد ہے:

"من عال یتیماً حتی یستغنی عنہ[۲] وجب اللہ عز وجل لہ بذالک الجنۃ کما اوجب لآکل مال الیتیم النار"[۳]

جو شخص کسی یتیم کی پرورش و سرپرستی اس کے بلوغ تک کرے اور وہ یتیمی کے مراحل کو طے کرے تو خداوند عالم جس طرح مال یتیم کو (غصب کر کے) کھانے والے پر جہنم واجب کر دیتا ہے اسی طرح یتیم کی پرورش کرنے والے پر جنت واجب کرتا ہے۔

۴ رسول اکرم ص نے ارشاد فرمایا:

"من عال ثلاثۃ من الایتام کان کمن قام لیلہ صام

۱۔ نہج الفصاحۃ کلام ۳۰۳۲/۳ ص ۶۷۱۔

۲۔ بعض روایتوں میں حتی یبلغ بھی آیا ہے۔

۳۔ بحار الانوار جلد ۷۵ ص ۷، کتاب العشرہ۔ قصار الجمع جلد ۲ ص ۳۳۶، امالی شیخ طوسی ص ۳۰۲

ونہارہ۔ وغدا وراح قاصراً سیفہ فی سبیل اللہ وکنت انا وھو فی الجنۃ اخوین کھاتین اختان والصق اصبعیہ السبابۃ والوسطی "[۴]

جو شخص تین یتیموں کی کفالت کرے تو وہ ایسے شخص کے مانند ہے جس نے راتوں کو عبادت اور دنوں کو روزہ میں گزارا ہو اور شمشیر سے جہاد کیا ہو، بہشت میں وہ اور میں دو بھائیوں کی طرح رہیں گے جس طرح یہ انگشت شہادت اور انگشت وسطی ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص یتیموں کی کفالت و سرپرستی کرتا ہے وہ پیامبر ص کی پسندیدہ راہ پر گامزن ہوتا ہے اور حضور سرور کائنات بھی اس پر عمل پیرا رہے ہیں اور یتیم کے کفیل نے سنت رسول ص پر عمل کیا ہے کہ جو آخرت میں آنحضرت ص کے ساتھ محشور ہونے کا سبب بنا۔

۵ "من کفل یتیماً من المسلمین فادخلہ الیٰ طعامہ وشربہ ادخلہ اللہ الجنۃ البتۃ "[۵]

۴۔ الترغیب والترہیب ص ۳۶۸۔ کنز العمال جلد ۱۵ ص ۱۷۷۔

۵۔ مستدرک الوسائل جلد ۱ ص ۱۴۸۔

Presented by www.ziaraat.com

جو شخص یتیم کا کفیل ہو اور اس کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے ۔ یقیناً خداوند عالم اس کو جنت میں داخل کرے گا ۔

مولائے کائنات علی ابن ابی طالب سے بھی اس سلسلہ میں مختلف احادیث منقول ہیں ۔

① حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے :

"کافل الیتیم والمسکین عند اللہ من المکرمین" [۱]

یتیم و مسکین کی کفالت کرنے والا خدا کے نزدیک محترم و باعزت ہے ۔

② "کافل الیتیم اثیر اللہ سبحانہ" [۲]

یتیم کا سرپرست اللہ کا برگزیدہ بندہ ہے ۔

جس وقت بچہ کے والدین اس کو داغ جدائی دے جاتے ہیں تو وہ دوسروں سے مدد کے خواستگار ہوتے ہیں، لیکن اس محبت میں کون سا نیکوکاری کا جذبہ کارفرما ہونا چاہیئے ؟ یہ جذبہ بہت ہی کم لوگوں میں پایا جاتا ہے اور یہ محبت برگزیدہ افراد ہی کے قلب میں مخزون ہے ۔

پیامبر اکرمؐ نے علی ابن ابی طالبؑ سے ارشاد فرمایا :

---

۱ ۔ ما و فرزندان ما ص۳ ۔

۲ ۔ غرر الحکم جلد ۲ ص۵۷۵ ۔

"یا علیؑ من کفی یتیماً نفقتہ بمالہ حتی یستغنی وجبت لہ الجنۃ البتۃ" [۱]

یا علیؑ جو شخص یتیم کی پرورش و کفالت کرے اس وقت تک کہ وہ (یتیم) بے نیاز ہو جائے، یقیناً اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے ۔

یہ ہمارے دینی و مذہبی پیشواؤں کی گفتار کے چند زندہ نمونے تھے کہ جو لوگوں کیلئے بینوا اور یتیم کی کفالت کی تعلیم کا باب ہیں ۔ یاد رہے کہ دین اسلام سماج کے تکامل اور ایک دوسرے کی مفلسی کے دور کرنے کا دین ہے اسلام محرومین کی طرف خاص نظر رکھتا ہے، بالخصوص ان محرومین کی طرف نظر عنایت زیادہ رکھتا ہے کہ جو سرپرستی کے محتاج ہیں ۔ اس خاص عنایت و توجہ کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کے افراد زیادہ تر دوسروں کے ہاتھوں کی کٹھپتلی بنے رہتے ہیں اور مختلف مقامات پر ایک دوسرے کے کام آتے ہیں ۔

دوسرے یہ کہ فقر ایک جہت سے صحیح تربیت کا نہ ہونا "جو کہ صرف سرپرست کی وجہ سے ہو سکتی ہے"، جمود و عدم ترقی کا باعث ہے اور یہ جمود و ناداری بہت بڑی محرومی کا نام ہے کہ جو انحراف و کبیدگی کو وجود بخشتی ہے ۔ اور اس قسم کے افراد کو ہر طرح کے نظام و سیاست کو قبول کرنے پر آمادہ کرتی ہے ۔ یہ لوگ مادی و روحانی ناداری کی وجہ سے ہر معاشرہ

---

۱ ۔ غرر الحکم جلد ۱ ص۵ و جلد ۲ ص۳۷ ۔

Presented by www.ziaraat.com

میں استعمار کا ہتھکنڈہ بن جاتے ہیں۔ لہٰذا اسلام اس نامناسب اور انحرافی اوضاع "جو کہ خسارہ کا وسیع میدان ہے" کو ختم و مسمار کرنے کے لئے ان کی سرپرستی و کفالت کا حکم دیتا ہے۔ اور کثیر الاطلاع و بافہم لوگوں کو ان کی سرپرستی کے لئے تشویق دلاتا ہے۔ ۱؎

یہ اسلامی و عمومی وظائف کا ایک جز ہے جس کو ہر معاشرہ اور اسلام کے ہر فرقہ میں ہونا چاہیئے۔ یہی نہیں بلکہ تمام مذاہب میں اس امر پر خاص توجہ رہنا چاہیئے۔ یتیم اس سلسلہ میں سب سے زیادہ ضرورت مند ہے جس کی طرف اسلام نے دوسروں سے زیادہ اپنی نظر مرکوز کی ہے۔ یتیم کی تعلیم و تربیت اور سرپرستی ہونا چاہیئے تاکہ دوسرے لوگ بھی اس کی قوت و فکر سے فائدہ اٹھا سکیں۔ یتیموں کی سرپرستی کے سلسلے میں بہت سے احکام و قوانین بیان کئے گئے ہیں، جس کی اہمیت کا اندازہ قرآن کی آیتوں اور بزرگوں کی منقولہ احادیث سے لگایا جا سکتا ہے۔ ہم دینی رہبروں اور پیشواؤں کی سیرت کو واضح و روشن کرنے کے لئے دو ۲؎ واقعات نقل کرتے ہیں۔

پہلا واقعہ:

یہ واقعہ رسولؐ سے متعلق ہے۔ آپ بہت سے نادار لوگوں کے کفیل تھے

۱؎۔ اسلام و محرومین ملل از سید کاظم مدرسی ص۲۱۔

اس کے باوجود یتیم کی سرپرستی کرتے تھے، اور جس وقت دسترخوان پر غذا تناول فرماتے اس کو بھی اپنے ساتھ بٹھاتے تاکہ وہ بھی غذا تناول کرے۔ کچھ دنوں کے بعد یتیم کا انتقال ہوگیا۔ شام کو جب کھانے کا وقت آیا تو پیامبرؐ نے غذا تناول کرنے سے انکار کیا اور برابر اس کے مرنے پر افسوس کرتے رہے۔ اصحاب نے عرض کی: آپ اس یتیم کے فوت ہو جانے سے اس قدر مغموم کیوں ہیں، ہم لوگ اس کی جگہ دوسرا یتیم لے آئیں گے آپ اس کی پرورش کر لیجئے گا۔

پیامبرؐ نے فرمایا: چونکہ یہ بد اخلاق تھا اور میں اس کی بد اخلاقی کو برداشت کرتا تھا اس کے نتیجہ میں مجھکو اس کی سرپرستی سے جو ثواب نصیب ہوتا تھا وہ دوسرے یتیم کی سرپرستی سے حاصل نہیں ہوگا۔ ۱؎

دوسرا واقعہ

امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں میرے پدر بزرگوار مدینے کے ستّر مفلس خاندانوں کی کفالت و حفاظت کرتے تھے، اور ان کی دلی خواہش یہ ہوتی تھی کہ ان کے دسترخوان پر یتیم، مفلوج، بیمار اور حاجت مند کہ جن کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے آئیں اور اپنے ہاتھوں سے ان لوگوں تک غذا

۱؎۔ مجموعۃ الاخبار ص۲۵۲۔

Presented by www.ziaraat.com

پہنچائیں ۔ اور جو بیوی بچے والے تھے اس دستر خوان سے اپنے اہل وعیال کے لئے بھی غذا لے جاتے تھے۔[1]

پھر میں اس بات کی تاکید کرتا ہوں کہ یتیموں کی تربیت کا بہترین ذریعہ خانوادہ ہے اس لئے کہ گھر میں محبت و مہربانی اور نظم وضبط پایا جاتا ہے ۔اور ہمارے عکس العمل بھی اس میں راہ اعتدال پر ہوتے ہیں ۔

یتیموں کے سلسلہ میں یہ نکتہ بھی قابل ذکر ہے کہ یتیم کا بھی دوسرے بچوں کی طرح کوئی ہو جس کو وہ ماں باپ کہہ کر پکار سکے اور مشکلات میں اس کے کام آسکے اور وہ محبت و مہربانی کرنے والے کے نہ ہونے سے جو کمی واقع ہوتی ہے اس کا جبران کرسکے ۔

تاریخ کے اوراق پر یہ بات ثبت ہے کہ بصرہ کے قریب ایک گنہگار اور خائن آدمی کا انتقال ہوا، اس کی تشییع جنازہ کے لئے کوئی بھی حاضر نہ ہوا اس کی بیوی نے اس کا جنازہ اٹھانے کے لیے کچھ لوگوں کو اجرت پر بلایا۔ ان لوگوں نے جب غسل وکفن دیا تو پھر کوئی شخص اس پر نماز پڑھنے کے لئے تیار نہ ہوا، خلاف توقع ایک زاہد و عابد کو دیکھا گیا کہ راستہ میں کھڑا ہو کر جنازہ کا انتظار کر رہا ہے ۔جب جنازہ کو اس کے پاس لائے تو اس زاہد نے جنازہ

---

[1] ۔ مناقب ابن شہر آشوب جلد ۴ ص ۱۵۴ ۔

پر نماز پڑھی اور لوگوں سے تشییع جنازہ کی درخواست کی لوگوں نے تعجب خیز انداز میں اس کا سبب دریافت کیا تو اس نے جواب دیا: عالم رویا میں مجھے حکم دیا گیا ہے میں اس عمل کو انجام دوں اور اس کے جنازہ پر (کہ جس کے ساتھ صرف اس کی بیوی ہے) نماز پڑھوں اس لئے کہ اس کو بخش دیا گیا ہے ۔

زاہد نے مردہ انسان کے حالات کو اس کی بیوی سے پوچھا؟ اس نے جواب دیا میرا شوہر دن، رات شراب وکباب میں گزارتا تھا ۔ زاہد نے سوال کیا: کوئی نیک کام بھی انجام دیتا تھا؟ عورت نے جواب دیا جی ہاں تین کام کرتا تھا ۔

اوّل: یہ کہ جب شراب کی مستی سے افاقہ پاتا تھا تو روتا تھا اور کہتا تھا خداوندا! مجھ کو دوزخ کے کس طبقہ میں جگہ دے گا؟

دوم: یہ کہ اپنے لباس کو تبدیل کرتا تھا اور غسل و وضو کرتا تھا اور نماز بجا لاتا تھا ۔

سوم: یہ کہ اپنے گھر کو دو یا تین یتیم سے کبھی خالی نہیں رکھتا تھا ۔اور یتیموں کے ساتھ جس محبت و مہربانی کا برتاؤ کرتا تھا اپنے بچوں کے ساتھ اتنی محبت و مہربانی کا سلوک نہیں کرتا تھا۔[1]

---

[1] ۔ کشکول شیخ بہائی، شجرہ طوبی، جلد ۲ ص ۲۷۸ ۔

Presented by www.ziaraat.com

چنانچہ جو لوگ یتیموں کی سرپرستی کرتے ہیں (خواہ اپنے ہوں یا غیر) اور ان کے ساتھ محبت و مہربانی اور نرمی سے پیش آتے ہیں اپنے بچوں کی طرح ان کی تربیت کرتے ہیں باوجودیکہ ان کی آمدنی اور ذرائع معاش بھی ٹھیک نہیں ہیں کہ جس کی وجہ سے خرچ کو پورا کر سکتے ہوں یا یہ کہ مالی حالت کمزور ہے جس کے سبب وہ یتیم کے تمام اخراجات اور وہ امور جو اس کی تربیت و تندرستی وحفظان صحت وغیرہ سے متعلق ہیں پورا نہیں کر سکتے تو ایسے حالات میں قرآن کریم حکم دیتا ہے کہ ایمان دار اشخاص اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ان کا مالی تعاون کریں تاکہ وہ لوگ سرپرستی کر سکیں، چنانچہ قرآن کہتا ہے:

"وَاتی المال علیٰ حبّہٖ ذوی القربیٰ والیتامیٰ وَالمساکین" ۱؎

اور اس کی الفت میں اپنا مال قرابتداروں، یتیموں اور محتاجوں میں صرف کرے۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ مال یتیموں کو دیا جائے۔ بعض نے کہا ہے ان کے سرپرست کو دیا جائے اس لئے کہ جو سوجھ بوجھ نہیں رکھتے ان کو مال دینا صحیح نہیں ہے۔

دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

۱؎ ۔ سورۂ بقرہ آیت ۱۷۷۔

"قل ما انفقتم من خیر فللوالدین وَالاقربین وَالیتامیٰ وَالمساکین" ۲؎

(تم انہیں) جواب دو کہ تم اپنی نیک کمائی سے جو کچھ خرچ کرو تو (وہ تمہارے) ماں باپ اور قرابت داروں اور محتاجوں کا حق ہے۔

یتیموں کی کفالت کرنیوالی انجمنیں

آج کل مسلمانوں کو شخصی کاموں پر قناعت نہیں کرنا چاہیئے۔ کتنی اچھی بات ہے کہ بعض علاقوں میں یتیموں کی سرپرستی کو اجتماعی طور پر اچھے اور نیکوکار اور ائمہ طاہرینؑ کی سیرت پر عمل کرنے والے افراد نے مالی، تہذیبی، تربیتی... اعتبار سے یتیموں کے امور و اخراجات کی ذمہ داری سنبھالی ہے۔ تاکہ وہ پسماندہ اور ترقی کی راہوں سے آگاہ نہ ہونے کی وجہ سے سماج پر بار نہ بن جائیں۔

خوش قسمتی سے انجمنیں یتیموں کی امداد کے سلسلہ میں بہت ہی احتیاط اور

۱؎ ۔ سورۂ بقرہ آیت ۲۱۵۔

Presented by www.ziaraat.com

دینی وظیفہ سمجھتے ہوئے ان کے امور کو انجام دیتی ہیں یہاں تک کہ یتیموں کے پڑوسی اور رشتہ دار بھی انجمن کی اس امداد کا احساس نہیں کر پاتے۔ اس کا ایک زندہ نمونہ ایران کے علاوہ بیروت میں ہے۔ وہ انجمن یتیموں، غریبوں محتاجوں اور ان کے اخراجات کو پورا کرتی ہے۔ جس کی بنیاد آیت اللہ سید محسن امین صاحب (صاحب کتاب گرانقدر اعیان الشیعہ) نے ڈالی تھی[1] اور بعض موجودہ مراجع نے بھی اس طرف توجہ فرمائی ہے جیسے آیت اللہ العظمیٰ گلپائیگانی کے توسط سے ایران میں "انجمن تکفل و سرپرستی ایتام" قائم ہے جس کے موسس جناب آیت اللہ شیخ مرتضیٰ حائری یزدی مرحوم (رضوان اللہ) ہیں۔ اس انجمن کے جلسہ گشتی طور پر ہفتہ میں ایک بار شہر علم و اجتہاد "قم المقدس" میں منعقد ہوتا ہے، اس کے ذریعہ بہت زیادہ خدمات انجام دیئے گئے ہیں۔ اور یہ امداد کا طریقہ اتنی باریکی اور دقت کے ساتھ انجام پاتا ہے کہ بچوں کو کسی طرح احساس کا موقع نہیں ملتا کہ یہ سب کہاں سے آتا ہے اور کون کون حضرات ہیں جو ان کی مدد کرتے ہیں۔ مگر یہ کہ جب وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور تمام لوگوں کی طرح معاشرہ و سماج میں زندگی بسر کرنے لگتے ہیں تو وہ بھی ادارے کی بجان و دل مدد کرتے ہیں۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم

---

[1] ۔ دائرۃ المعارف شیعہ، ترجمہ جلد اول، اعیان الشیعہ ص۸

علی ابن ابی طالبؑ کے اس نورانی قول کو عملی جامہ پہنائیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"اذا رأیتم خیراً فاعینوا علیہ"[2]

جب تم کار خیر کرنے والوں کو دیکھو تو ان کی مدد کرو

یتیم خانے اور ان کی تعمیرات

دانشمند خطیب جناب فلسفی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"یتیم ایک انسان ہے کہ جس کے روحانی و شخصی کمالات کو ہر پہلو سے زندہ رکھنا چاہیئے، یتیم کو بھی اسی طرح تمام نوازشات اور محبت و آداب سے بہرہ مند ہونا چاہیئے، جس طرح بچہ اپنے ماں باپ کی تربیت و نوازش و آداب سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ یتیم کسی گوسفند کی طرح تو نہیں ہے کہ صبح اپنے جھنڈ کے ساتھ چراگاہ میں جائے اور شام کو پلٹ آئے۔ وہ ایک انسان ہے غذا کی فراہمی اور جسم کی نشو و نما کے ساتھ ساتھ روحانی کمالات و نفس کی کیفیت اور ارتقاء کی منزلوں پر فائز ہونے کی بھی تمنا رکھتا ہے۔"[2]

---

[1] ۔ ترجمہ گویا و شرح فشردہ بر نہج البلاغہ، جلد ۲ ص۲۲۶ خطبہ ۱۷۶۔

[2] ۔ کودک از نظر وراثت و تربیت جلد ۱ ص۲۷۔

Presented by www.ziaraat.com

مناسب ہوگا کہ ہم یہاں پر ان کی پرورش گاہ اور دارالاقامہ کے سلسلہ میں کچھ چیزیں قلم بند کریں، اگرچہ دارالاقامہ کا بنانا ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے قابل قبول ہے اور دارالاقامہ کا بنانا عبادت میں محسوب ہوتا ہے ۔ لیکن حتی الامکان لوگوں کو کوشش کرنا چاہیئے کہ یتیم بچوں کو بالخصوص وہ بچے جو شہداء کی یادگار ہیں، ان کی تربیت و پرورش اپنے گھر میں کریں، اور ماں باپ کی طرح ان سے محبت کریں ان سے ایسی محبت سے پیش آئے جس طرح اپنے بچوں کے ساتھ محبت و نرمی سے پیش آتے ہیں ۔ جو کچھ خود کھاتے ہیں ان کو بھی کھلائیں ۔ اس لئے کہ محبت و مہربانی میں کمی کرنے سے درجات میں بھی کمی ہوتی ہے اور (ان کی غذا میں) یہ کمی مالی و اقتصادی کمی سے خطرناک اور مضر ثابت ہوتی ہے[1]

یہی وجہ ہے کہ پیامبرؐ نے حکومت اسلامی کے ہوتے ہوئے بھی یتیم خانے کی تاسیس نہیں کی جب کہ خود رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

"خیر بیوتکم بیت فیہ یتیم یحسن الیہ وشر بیوتکم بیت یساء الیہ"[2]

---

[1] ۔ خانوادہ در قرآن از ڈاکٹر احمد بہشتی ص۳۵۸ ۔ تربیت نسل شہید ص۵۰، ص۱۶۱ ۔

[2] ۔ اصول کافی جلد ۱ ص۱۳۶، مستدرک الوسائل جلد ۱ ص۱۴۸ یہی مفہوم مشکوٰۃ الانوار ص۱۷۵ ۔ المواعظ العددیہ، نہج الفصاحت ص۳۱۶، المحجۃ البیضاء جلد ۳ ص۴۰۳ پر بھی ہے ۔

تم لوگوں میں بہترین گھر اس کا ہے جس کے گھر میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور بدترین گھر اس کا ہے جس کے گھر میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جائے ۔

جیسا کہ مرحوم علامہ شیخ محمود شلتوت[1] (متوفی ۱۳۸۶ھ) فرماتے ہیں:

"ملت ایک گھر کے حکم میں ہے اور بدترین ملت وہ ہے جو یتیموں کے کاموں کی انجام دہی کے سلسلہ میں لاپرواہی سے کام لے"[2]

جناب ڈاکٹر احمد بہشتی صاحب "درماں ہوگی" اور مذکورہ حدیث کے ذیل میں رقمطراز ہیں:

"یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ بچے کو اپنے گھر میں رکھیں اور اس کے ساتھ محبت و مہربانی اور احسان سے پیش نہ آئیں؟ کیا یتیموں کے ساتھ محبت و مہربانی سے پیش آنے کا سب سے بہترین راستہ بیواؤں سے ازدواج کرنے کے علاوہ اور کچھ ہے؟ اس راستہ پر عمل کر کے بہترین گھر تشکیل دیا جا سکتا ہے اور بدتر گھر بھی تشکیل

---

[1] ۔ یہ اہل سنت کے بہت بڑے عالم گزرے ہیں اور شیعوں کے بارے میں اچھا نظریہ رکھتے تھے اور کہا کہ اگر کوئی اہلسنت میں فقہ جعفری پر عمل کرے تو مجزی ہے ۔

[2] ۔ من توجیہات الاسلام

دیا جا سکتا ہے ۔ ہاں اچھا گھر وہ ہے کہ جو گھر یتیموں اور بیواؤں کا ملجا و ماویٰ اور پناہ گاہ ہو افسردہ اور پژمردہ دلوں کی تمناؤں کا مرکز ہے، ان کو مایوسی، افسردگی، پژمردگی کی راہوں سے نکال کر خوشحالی خیرسگالی اور ترقی کی راہوں پر گامزن کرے تو اس گھر کو بہترین گھروں میں شمار کیا جائے گا۔[1]

جو عورتیں بیوہ ہو گئی ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیئے " جیسا کہ جناب ڈاکٹر علی قائمی صاحب کہتے ہیں:

" ہمسر کی موت یا شہادت کا مطلب یہ نہیں کہ زندگی کا خاتمہ ہو گیا اور وہ ایسی تلخ و مایوسی کی زندگی گزاریں کہ جس کو اسلام صحیح اور درست نہیں سمجھتا۔ خاص طور پر وہ ان عورتوں کو کہ جو اپنے کو سختیوں میں رکھنا چاہتی ہیں اور مشکلات و محرومیت کو برداشت کرتی ہیں اور اپنی فطرت خواہشات کو دبا کر رکھنا چاہتی ہیں کہ جو انسانی نسل کی بقا کا موجب ہے یہ اسلام کے نقطۂ نظر سے صحیح نہیں ہے

اسلام کہتا ہے کہ سرمایہ حیات و عمر کو سودمندی کی راہ میں صرف کیا جائے اور تلخیوں کی زندگی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا جائے۔

---

[1] ۔ خانوادہ در قرآن ص۴۲۱۔

خانوادہ کی تشکیل کوئی جرم تو نہیں ہے جس کی وجہ سے انسان کی لعنت و ملامت کی جائے اور مورد سرزنش قرار پائے یا اس کے اوپر یہ حکم لگایا جائے کہ فلاں بے وفا ہے ۔ یہ (شادی) ایک انسانی فریضہ ہے مگر اس میں اسلامی قوانین کی رعایت کی جائے ۔ اور اس سلسلہ میں جاہلوں کی ملامت کو نظر انداز کر دینا چاہیئے ۔"[1]

لیکن شادی کے لئے یہ شرط بھی کر دیں کہ بچے ہمارے ساتھ رہیں گے اور جو شخص اس شرط کے بغیر ازدواج کا خواہاں ہو وہ ہمسری کی لیاقت و صلاحیت نہیں رکھتا ۔ ایسے موقع پر بہتر ہے کہ بچوں کی سرپرستی کو ازدواج پر ترجیح دی جائے جس کی وجہ سے آپ اجر عظیم کے مستحق قرار پائیں گے ۔

پیامبر اکرمؐ افضل الانبیاء کا ارشاد ہے:

" انا وامرأۃ سفعاء الخدین کھاتین یوم القیامۃ انا اوّل من یفتح باب الجنۃ الا انی اری امرأۃ تبادرنی فاقول لھا مالکِ ومَن انتِ؟ فتقول انا امرأۃ قعدت علی ایتام لی "[2]

---

[1] ۔ تربیت نسل شہید ص۱۲۲ ۔

[2] ۔ الترغیب والترہیب جلد ۵ ص۳۰ ۔

میں اور وہ عورت کہ جس کا شوہر فوت ہوگیا ہو اور اس نے اپنے جمال و جوانی سے یتیموں کی سرپرستی کے سبب چشم پوشی کی ہو روز قیامت ــــــ انگشت شہادت اور انگشت وسطی کی طرح ہوں گے، اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولوں گا، ناگہاں میری نظر ایک عورت پر پڑے گی کہ وہ مجھ سے پہلے وارد بہشت ہوگی۔ میں اس سے معلوم کروں گا کہ تم کون ہو اور کس عمل کی وجہ سے تم کو یہ مرتبہ حاصل ہوا؟ وہ جواب دے گی کہ میں وہ عورت ہوں کہ اپنے یتیم بچوں کی پرورش کی خاطر بیٹھی رہی اور رنج و مصیبت کو برداشت کرتی رہی۔

دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا ہے:

«ثلاثة فی ظلّ العرش: من وصل الرحم، وامرأة مات زوجها وتربّی یتیماً ولم تتزوج ورجل اطعم المساکین والاساری»[1]

تین قسم کے لوگ رحمت الٰہی کے سایہ میں ہوں گے:۔

۱۔ جو شخص صلۂ رحم کرے۔ ۲۔ جس عورت کا شوہر انتقال کر گیا ہو

۱۔ المواعظ العددیہ ص۸۵، اور یہی مفہوم روایت نہج الفصاحت ص۲۱۸ پر بھی آیا ہے۔

اور وہ اپنے یتیم بچوں کی تربیت کی خاطر شادی نہ کرے۔ ۳۔ جو شخص فقراء و مساکین کو کھانا کھلائے۔

مذکورہ باتوں سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ اگر لوگوں کے دینی جذبات مستحکم ہوں اور متمول ثروت مند افراد اپنے دینی فریضہ کو اچھی طرح انجام دیں تو یقیناً معاشرہ اسلامی یتیموں، جلاوطنوں، اور بچوں کے مشکلات کو حل کر کے راہ راست پر لگا سکتا ہے اور اس طرح ـ بڑھتے ہوئے جرائم کم ہو جائیں گے اور لوگ تباہی و بربادی کے اس عظیم سیلاب سے محفوظ رہیں گے۔ یہی نہیں بلکہ دنیا و آخرت کے درجات عالیہ و درجۂ سعادت پر بھی فائز ہوں گے۔

یتیموں پر انفاق

قرآن کریم نے مختلف انداز میں یتیموں پر انفاق کا حکم دیا ہے اور مسلمانوں کو یتیموں کی مالی ضروریات کو پورا کرنے اور دیکھ بھال کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بحث میں بعض آیتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے سورہ بقرہ کی آیت ۱۷۷ اور آیت ۱۲۵ میں اور اس کے علاوہ کچھ آیتوں کا ہم یہاں مزید تذکرہ کرتے ہیں: ۔

الف: ویطعمون الطعام علی حبّه مسکیناً و یتیماً و

Presented by www.ziaraat.com

اسیراً ،، [1]۔

اور اس کی محبت میں محتاج اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

جناب فاطمہؑ نے جو کے آٹے سے کچھ روٹیاں پکائیں، جس وقت سب کھانے کے لئے بیٹھے، ایک مسکین نے آواز دی (رحمکم اللہ، خدا آپ پر رحم کرے) آپ میری مدد کریں۔ حضرت علیؑ اپنی جگہ سے اٹھے اور تہائی غذا اس کے حوالہ کر دی، تھوڑی دیر بعد ایک یتیم آیا اس نے مدد کا سوال کیا۔ حضرت علیؑ نے ایک تہائی غذا اس کو دے دی۔ تیسری مرتبہ تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک اسیر آیا اور مدد چاہی، حضرت علیؑ نے باقی غذا اس کو دے دی اور آپ نے کچھ تناول نہ فرمایا۔ اس وقت یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ اس کے بعد حضرت علیؑ نے فرمایا:

جو مومن رضائے خدا کے لئے اس کام کو انجام دے گا۔ وہ بھی اس آیۂ کریمہ کا مصداق قرار پائے گا[2]

ب:۔ قرآن کریم یتیموں کی مدد کرنے کے سلسلہ میں فرماتا ہے کہ ایسے حالات میں کہ جب قحط پڑا ہو یتیموں کی مدد کریں.

---

[1] ۔ سورہ دہر آیت ۸ ۔

[2] ۔ تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۴۰۵ ۔

"او اطعامٌ فی یومٍ ذی مسغبۃ یتیماً ذا مقربہ ،، [1]

بھوک کے دن رشتہ دار یتیم یا خاکسار محتاج کو کھانا کھلانا

ج:۔ "ووجدک عائلاً فاغنیٰ" [2]

خداوند عالم رسول اکرمؐ کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے:

اور تم کو تنگ دست دیکھ کر (ہم نے) غنی کر دیا۔

قرآن حکم دیتا ہے کہ جس وقت ترکۂ میت کو تقسیم کرو یا وصیت کرو اگر خاندان میں کوئی یتیم ہو تو اس کو بھی کچھ حصہ دے دو اگرچہ وہ وارث نہ بھی ہو۔

د:۔ "وَاذا حضر القسمۃ اولوا القربیٰ وَالیتامیٰ و المساکین فارزقوھُم وَقولوا لھم قولاً معروفاً۔" [3]

اور جب (ترکہ کی) تقسیم کے وقت (وہ) قرابت دار (جن کا کوئی حصہ نہیں) اور یتیم بچے اور محتاج آجائیں تو ان کو بھی کچھ اس میں سے دے دو اور ان سے اچھی طرح (شائستہ عنوان سے) بات کرو۔

---

[1] ۔ سورۂ بلد آیت ۱۴ و ۱۵ ۔

[2] ۔ سورۂ ضحیٰ آیت ۸ ۔

[3] ۔ سورۂ نساء آیت ۸ ۔

Presented by www.ziaraat.com

اس آیت کے سلسلے میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے کہ یہ آیت ترکہ کی تقسیم سے مربوط ہے کہ یتیموں کا خیال رکھا جائے یا وصیت سے مربوط ہے ۔ اس وقت ہم کو دینی پیشواؤں کی سیرت کا بھی جائزہ لینا چاہیئے ۔

پیامبر اکرمؐ کے ایک صحابی نے نقل کیا ہے کہ ہم لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک بچہ آیا اور کہنے لگا میں اور میری ایک یتیم بہن ہے ۔ میری ماں بیوہ ہے ۔ خداوند عالم نے جو غذائیں آپ کو عطا کی ہیں، ہم کو ان میں سے کچھ عطا کریں تاکہ خداوند عالم آپ کو اور زیادہ عطا کرے اور آپ خوشحال رہیں ۔

آنحضرتؐ نے فرمایا اے بچے تم نے بہت اچھی بات کہی ہے ۔ اس کے بعد رسول اکرمؐ نے بلال کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، ہمارے گھر جاؤ اور جو کچھ ہے اسے لے آؤ ۔ بلال آنحضرت کے گھر گئے اور اکیس خرمے لے کر واپس ہوئے ۔ پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا : سات خرمے تمہارے لئے ، سات خرمے تمہاری خواہر کے لئے اور سات خرمے تمہاری ماں کے لئے ہیں ۔۔۔ ۱؎

۱؎ ۔ مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۵۰۶ ۔ تفسیر نمونہ جلد ۲۷ ص ۱۱۳ ۔

" وجد علی ظهر الحسینؑ بن علیؑ یوم الطف اثر فسألوا زین العابدینؑ من ذالک، فقالؑ: هذا ما کان ینقل الجراب علی ظهره الی منازل الارامل والیتامیٰ والمساکین " ۱؎

روز عاشورہ سید الشہداء علیہ السلام کی پشت پر ایک نشان دیکھا گیا، جو واقعۂ کربلا سے متعلق نہیں تھا ۔ امام زین العابدین علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ یہ کس چیز کا نشان ہے ۔ آپ نے فرمایا : یہ اس بار کا نشان ہے کہ جس کو میرے پدر بزرگوار اپنی پشت پر لاد کر یتیموں ، بیواؤں اور ضرورت مندوں کے گھروں تک پہنچاتے تھے ۔

البتہ یہ تمام گزارشات ان یتیموں کے متعلق ہے جو کہ خوردسالی کی زندگی گزارتے ہیں اور ان کی اقتصادی حالت اچھی نہیں ہوتی ۔ لیکن وہ جس وقت بڑے ہو جائیں تو ان کو کوئی نہ کوئی فن و حرفت سیکھ کر اپنی اقتصادی حالت کو سنوار کر مستحکم بنانا چاہیئے تاکہ خود کفیل ہو جائیں ۔

۱؎ ۔ مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ ص ۱۵۳ ۔

Presented by www.ziaraat.com

یتیموں کے مال کی حفاظت

حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"بئس الوزر اکل مال الایتام"

یتیموں کا مال کھانا بہت بڑا گناہ ہے۔

یتیم کے سرپرست اور اس کے اموال و جائداد کے ذمہ دار کو کیسا ہونا چاہیئے اور اس کی ذمہ داری کیا ہے۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے:

"ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن حتی یبلغ اشدہ" ۱

اور یتیم جب جوانی کو پہنچے اس کے قریب بھی نہ جانا مگر اس طرح پر کہ (یتیم کے حق میں) بہتر ہو۔

نہ صرف یہ کہ نہ کھائیں بلکہ ان کے اموال کے محافظ رہیں۔

اگر یتیم ثروت مند ہو تو چونکہ وہ اپنے اموال و جائداد کی حفاظت کرنے سے قاصر ہے لہذا وہ اپنے اموال میں بھی تصرف نہیں کر سکتا تو یتیموں کے سرپرست ان کے اموال کو بھی ان کو نہیں دیں گے، بلکہ ان کے اموال کو اپنے اختیار میں رکھیں

۱۔ سورہ اسراء آیت ۳۴۔ سورۂ انعام آیت ۱۵۲ بعینہٖ یہی جملہ بغیر کسی کمی اور زیادتی کے آیا ہے

گے اور تباہی و بربادی سے محفوظ رکھیں گے اور ایسی جگہ رکھیں گے جس سے مال میں اضافہ و منافعہ ہو سکے اور یتیم کے بالغ و عاقل اور روشن فکر ہونے کے بعد کہ جب وہ اپنے معاملات کو سمجھنے اور کسب معاش میں کام کرنے لگے تو اس کا پورا کا پورا مال اور جو کچھ بھی منافعہ ہوا ہے بے کم و کاست یتیم کے سپرد کر دیا جائے گا۔

ان (سرپرستوں) کو چاہیئے کہ یتیموں کے مال و ثروت میں بے جا تصرف نہ کریں اور نہ ہی ان کے بہترین اموال کو دھوکے بازی و مکاری سے اپنے خراب مال سے بدلیں۔

اس لئے کہ یتیموں کا مال کھانا گناہ کبیرہ ہے جیسا کہ حضرت رسول اکرمؐ، امیر المومنین و حضرات امام کاظم و امام رضا اور امام جواد علیہم السلام نے ان کے اموال کے کھانے کو گناہ کبیرہ کہا ہے۔ ۱

یہ ایسا گناہ ہے کہ جس کے بارے میں خداوند عالم نے خوفناک عذاب کی خبر دی ہے، چنانچہ ارشاد فرماتا ہے:

"ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ ظلماً انما یاکلون فی

۱۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۱ صفحات ۲۵۲، ۲۵۴، ۲۵۶، ۲۵۸۔ بحار الانوار جلد ۷۲ ص ۵۔ سفینۃ البحار ج ۲ ص ۷۳۱۔

Presented by www.ziaraat.com

"بطونھم نارًا وسیصلون سعیرًا" ۱

جو لوگ یتیموں کے مال چٹ کر جایا کرتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بس انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب واصلِ جہنم ہوں گے۔

ایک ظالم و ستمگر حاکم جو کہ اس مذکورہ آیت کریمہ سے متاثر ہوا اور اپنے ارادے سے باز رہا۔

اس کا واقعہ اس طرح ہے:

حاکم نے اپنا آدمی ایک ایماندار شخص کے پاس بھیجا کہ جو میت کا وصی اور (چند) یتیم بچوں کا سرپرست تھا۔ آدمی نے حاکم کا پیغام پہنچایا "میں نے سنا ہے کہ فلاں شخص کا انتقال ہو گیا ہے اور اس نے ایک ہزار دینار نقد چھوڑے ہیں دو سو دینار اس میں سے مجھے قرض دے دو،، وصی نے سونے کی دو تھیلیاں یتیم کے دامن میں رکھ کر حاکم کے پاس بھیج دیا اور حاکم کے پاس ایک خط بھی لکھا، جس کا مضمون یہ تھا: "دینار اس یتیم کے ہیں تم خود اس بچہ سے لو اور اسی کو روز قیامت دینا، مجھ سے کوئی مطلب نہیں ہے۔

حاکم بھی اہل مطالعہ اور سمجھدار تھا اس خط کو پڑھتے ہی مذکورہ آیۂ شریفہ (سورہ نساء آیت ۱۰) کا مطلب اس کے ذہن میں آیا اور خدائے جبار کی تہدید

۱۔ سورۂ نساء آیت ۱۰۔

سے خوف زدہ ہو کر رونے لگا۔

اس یتیم بچے سے پوچھا: پڑھنے جاتے ہو؟

بچے نے جواب دیا: جی ہاں۔

حاکم نے پوچھا: کیا پڑھتے ہو؟ بچہ نے کہا: قرآن۔

پھر پوچھا حفظ بھی کرتے ہو؟ یتیم نے کہا جی ہاں۔

حاکم نے کہا پڑھو دیکھوں کس طرح یاد کرتے ہو!

بچہ نے پڑھنا شروع کیا:

"اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن،،

یتیم کے مال کے پاس بھی ہرگز نہ جاؤ مگر یہ کہ (یتیم کے حق میں) بہتر ہو۔

حاکم بے اختیار ہو کر رونے لگا اور کہا "قول خدا کی مخالفت نہیں کروں گا،، اور کیسہ کو ہاتھ بھی نہیں لگایا، اور ایک خلعت یتیم کو دے کر واپس کر دیا اور ایک خلعت وصی و سرپرست کے لئے بھی ارسال کیا۔ ۱

ایک حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا؟ جہنم کی سزا کس قدر مالِ یتیم کے غصب کرنے

۱۔ عدد السنیہ سبزواری ص ۱۲۴۔

Presented by www.ziaraat.com

میں ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا دو درہم کے غصب کرنے پر جہنم کی سزا ہے[۱]

دوسری آیت میں ملتا ہے کہ:

"ولاتاکلوا اموالہم الیٰ اموالکم انہ حوباً کبیرا"[۲]

اور ان کے مال کو اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھاؤ کیونکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

اس آیت میں ان لوگوں کو کہ جو یتیم کے پسندیدہ، قیمتی اور اچھے مال کو ہڑپ کر لیتے ہیں، خداوند عالم ان لوگوں کی تہدید و انذار کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔

"وآتوا الیتامیٰ اموالہم ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب"[۳]

اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور بری چیز (مال حرام) کو بھلی چیز (مال حلال) کے بدلے میں نہ لو۔

اور اس سلسلے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ جو ستفیض کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں[۴]

۱ - تفسیر برھان ذیل سورۂ نساء آیت ۱۰ تفسیر نمونہ جلد ۳ ص ۲۸۲ منقول از تفسیر برھان

۲ - سورۂ نساء آیت ۳ - ۳ - سورۂ نساء آیت ۲ -

یہاں بطور نمونہ چند احادیث کے ذکر کرنے پر اکتفا کی جاتی ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے رسول اکرمؐ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"روز قیامت کچھ لوگ قبر سے اس حال میں اٹھیں گے کہ ان کے منہ سے انگارے نکل رہے ہوں گے۔ آنحضرت سے سوال کیا کہ یہ کون لوگ ہوں گے؟ پیغمبرؐ نے فرمایا: جو لوگ ظلم و جور سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں"[۱]

دوسری حدیث میں رسول اکرمؐ ارشاد فرماتے ہیں:

"ان اکل مال الیتیم من الکبائر التی اوعد اللہ علیہا النار"[۲]

یتیم کے مال کا کھانا ان بڑے گناہوں میں سے ہے جس کے اوپر خداوند عالم نے دوزخ کا وعدہ کیا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے یتیم کے مال کو کھانے کی حرمت کا سبب اس طرح ارشاد فرمایا ہے:

۱ - ایسی بعض روایتیں بحار الانوار، جلد ۷ ص ۱۰ جلد ۹ ص ۲۶۷ جلد ۲۴ ص ۲۷۴ - نہج الفصاحت حدیث ۲۵۲ - تحف العقول ص ۲۱۵ - فروع کافی جلد ۷ ص ۱۵ میں موجود ہے۔

۲ - سفینۃ البحار جلد ۲ ص ۷۳۱ - بحار الانوار جلد ۲ ص ۵ -

"حرم اللہ اکل مال الیتیم ظلماً لعلل کثیرۃ من وجوہ الفساد . اوّل ذالک انہ اذا اکل الانسان مال الیتیم ظلماً فقد اعان علیٰ قتلہ . اذ الیتیم غیر مستغن ولا محتمل لنفسہ ولا قائم علیہ بشأنہ (اولا علیم بشأنہ خ ل) و لا لہ من یقوم علیہ ویکفیہ کقیام والدیہ فاذا اکل مالہ فکانہ قد قتلہ وصیرہ الی الفقر و الفاقہ" ۱

یعنی خداوند عالم نے مال یتیم کو ظلم وجور کے ساتھ کھانے کو چند اسباب کی بناء پر حرام کیا ہے ۔ اول یہ کہ جس وقت کوئی مال یتیم کو ظلم وجور سے کھاتا ہے گویا اس کے قتل میں مدد کرتا ہے اس لئے کہ یتیم اس کی احتیاج رکھتا ہے اور اپنے پیروں پر نہیں کھڑا ہو سکتا، اور اپنے امور کی انجام دہی میں اتنا ہوشیار بھی نہیں ہے، اور نہ کوئی ہے جو اس کے امور کو انجام دے لہذا ایسے شخص کے مال کو کھانا گویا اس کو قتل کرنا ہے اور اس کو فقر و فاقہ کے راستے پر لگا دینا ہے ۔

---

۱ ۔ علل الشرائع ص ۴۸۰ ۔ میراث الائمہ ص ۳۷۴ ۔ الدرر اللامعہ ص ۲۰۲ ۔ عیون ص ۲۴۰ ۔ عقاب الاعمال ص ۲۲۳ ۔ تفسیر عیاشی جلد ۱ ص ۲۲۳ ۔ تفسیر قمی جلد ۱ ص ۱۳۲ ۔ ثواب الاعمال وعقابہا ص ۵۷ ۔

یتیموں کے سرپرست کی اجرت

یتیموں کا سرپرست اگر غنی اور مالدار ہو تو اسے فی سبیل اللہ اس کے امور کو انجام دینا چاہیئے ۔ لیکن اگر محتاج ہو تو جائز ہے کہ یتیم کے لئے جو امور انجام دے رہا ہے تو اس کی اجرت لے سکتا ہے ۔ لیکن یہ اجرت، اجرت المثل ہے یا باندازۂ کفایت، بقدر ضرورت حاجت یا ان دونوں سے کمتر، اس سلسلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے ۔

قرآن کہتا ہے :

"ومن کان غنیاً فلیستعفف ومن کان فقیراً فلیاکل بالمعروف" ۱

اور جو (ولی یا سرپرست) دولتمند ہو تو وہ (مال یتیم اپنے مصرف میں لانے سے) بچتا رہے اور (ہاں) جو محتاج ہو وہ البتہ (واجبی واجبی) دستور کے مطابق کھا سکتا ہے ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا :

---

۱ ۔ سورۂ نساء آیت ۶ ۔

Presented by www.ziaraat.com

جو شخص مال یتیم کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اور محتاج ہے اس کے باوجود اپنے تمام اوقات کو یتیم کے مال کی حفاظت اور ان کی جمع آوری میں صرف کرتا ہے یہاں تک کہ حفاظت ہی کی غرض سے اس کے مزرعہ (کھیتی فارم) میں سکونت اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے خرچ کے مطابق یتیم کے مال میں سے لے سکتا ہے لیکن اگر تمام وقت یتیم کے مال کی حفاظت میں نہیں صرف کرتا تو وہ اپنی زندگی کے اخراجات کے لئے یتیم کے مال میں سے کچھ بھی نہیں لے سکتا۔

—— یہی مطلب دوسری حدیث میں اس طرح آیا ہے:-

چنانچہ سرپرست یتیم کے سارا وقت یتیم کے املاک و جائداد کی حفاظت میں گزر جاتا ہے اور اس کو کام کرنے کا موقع نہیں ملتا کہ جس سے وہ اپنی روزی کا بندوبست کرے تو (ایسا شخص) اپنی زندگی کے اخراجات کے لئے کچھ مال یتیم سے لے سکتا ہے۔ لیکن اگر یتیم کا سرمایہ نقد روپیہ، پیسہ ہو کہ جس کو محفوظ جگہ پر رکھا جا سکتا ہے تو اس صورت میں یتیم سے تھوڑی چیز بھی لینے کا حق نہیں رکھتا۔[1]

کفالت و ذمہ داری کا اختتام

۱؎ ۔ بحار الانوار جلد ۷۵ ص ۹، و جلد ۲۸ ص ۵ ۔

عن الصادقؑ:

"انقطاع یتم الیتیم بالاحتلام وهو رشده، وان احتلم ولم یؤنس منه رشده وکان سفیهاً او ضعیفاً فلیمسک عنه ولیه ماله"[1]

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یتیموں کی یتیمی بالغ ہونے کے بعد ختم ہو جاتی ہے کہ جس کے بعد وہ اپنے کام انجام دے سکتا ہے لیکن اگر بالغ ہونے کے بعد اس کی روشن فکری ثابت نہ ہو بلکہ سفیہ و ضعیف العقل ہو تو اس کے ولی و سرپرست پر لازم ہے کہ وہ اموال کی حفاظت اسی طرح کرتا رہے (جیسے پہلے کرتا تھا)۔

رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے: "لا یتیم بعد حلم"[2] بالغ ہونے کے بعد یتیم نہیں ہے۔

دوسری حدیث میں رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے:

"یا علیؑ لا رضاع بعد فطام ولا یتیم بعد احتلام"[3]

۱؎ ۔ وسائل جلد ۱۲ ص ۵ عقد البیع باب ۱۴ جلد ۲ ص ۲۶۸ ۔

۲؎ ۔ اثنی عشریہ ص ۱۵ ۔ المواعظ العددیہ ص ۱۴ ۔

۳؎ ۔ من لایحضرہ الفقیہ جلد ۴ ص ۲۶۰ ۔ وسائل جلد ۱ ص ۳۲ ۔

ASSOCIATION KHOJA SHIA ITHNA JAMATE

Presented by www.ziaraat.com

یا علیؑ، بچہ (دو سال کے بعد) شیر خوار نہیں ہے اور بالغ ہونے کے بعد یتیم نہیں ہے۔

یتیم کے اموال کی حفاظت اس وقت تک ضروری ہے جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے، لیکن جب وہ بالغ ہو جائے تو (اس کو) آزمائے کہ وہ اپنے مال کی حفاظت اور اس کا صحیح استعمال کر سکتا ہے یا نہیں، اگر کر سکتا ہے تو سرپرست کی سرپرستی ختم ہو جاتی ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے:

«وابتلوا الیتامی حتی اذا بلغوا النکاح فان آنستم منہم رشدا فادفعوا الیہم اموالہم»۔ ۱

اور یتیموں کو کاروبار میں لگائے رکھو یہاں تک کہ شادی کے قابل ہوں، پھر (اس وقت) تم انہیں (ایک مہینہ کا خرچ ان کے ہاتھ سے کراؤ) اگر ہوشیار پاؤ تو ان کا مال ان کے حوالے کردو۔

یتیم کی آزمائش اس طرح کرنا چاہیئے کہ کچھ روپیہ وغیرہ اس کے حوالہ کردیں تاکہ اس سے تجارت، خرید و فروخت کرے اور خود اس کی نگرانی کرتے رہیں۔ اگر وہ اس آزمائش میں کامیاب ہو جائے تو اس کے مال کو اس کے

۱۔ سورہ نساء آیت ۶۔

سپرد کر دیا جائے اور اگر کامیاب نہ ہو تو تربیت و پرورش کر کے اس کو ماہر بنایا جائے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

«ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن حتی یبلغ اشدہ واوفوا الکیل»۔ ۱

اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ لیکن اس طریقہ پر کہ (اس کے حق میں) بہتر ہو۔ یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائے اور انصاف کے ساتھ ناپ اور تول کیا کرو۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف حد بلوغ تک پہنچ جانا کافی نہیں ہے بلکہ روشن فکری اور ثروت و مال میں صحیح استفادہ و تصرف بھی شرط ہے۔ یہ ایک جامع اور ٹھوس قانون ہے۔ اس قانون کی رعایت وصی و سرپرست اور یتیم کے کفیل وغیرہ کو کرنا چاہیئے۔

ہماری ذمہ داری یتیم کو مال دیتے وقت

اب جب کہ یتیم (جسمانی و فکری لحاظ سے) کامل اور ہوشیار ہو گیا تو قرآن کا

۱۔ سورہ انعام آیت ۱۵۲۔ سورہ اسراء آیت ۳۴۔

ASSOCIATION KHOJA
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

Presented by www.ziaraat.com

فرمان ہے کہ جس وقت یتیم کا مال اس کے حوالہ کریں تو اس وقت احتیاط و تدبیر کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے بلکہ کچھ گواہوں کو مقرر کرنا چاہیئے اور اس کے بعد ان کو مال دیا جائے تاکہ چوری یا مال کی حفاظت میں کوتاہی کا الزام و اتہام خود سرپرست پر نہ آنے پائے۔

ارشاد خداوند عالم ہے:

"فاذا دفعتم الیهم اموالهم فاشهدوا علیهم وکفی باللہ حسیباً" ۱

پس جب ان کے مال ان کے حوالے کرنے لگو تو لوگوں کو گواہ بنالو اور (یوں تو) حساب لینے کو خدا کافی ہے۔

تنبیہ

اگرچہ اموال یتیم کی حفاظت کار خیر میں شمار ہوتی ہے۔ پھر بھی یہ ذمہ داری ان لوگوں کو قبول کرنا چاہیئے جو کہ اپنے کو امانت کے معاملہ میں امین سمجھتے ہوں اور مال کی حفاظت و اصلاح میں ماہر ہوں۔

رسول اکرمؐ نے ابوذر سے ارشاد فرمایا:

"یا اباذر انی احب لک ما احب لنفسی، انی اراک

۱۔ سورہ نساء آیت ۶۔

ASSOCIATION KHOJA ... JAMATE

ضعیفاً فلا تامرنّ علی اثنین ولا تولینّ مال الیتیم" ۱

اے ابوذر جو کچھ میں اپنے لئے پسند کرتا ہوں وہی تمہارے لئے بھی پسند کرتا ہوں، اور جو چیز اپنے لئے دوست رکھتا ہوں تمہارے لئے بھی دوست رکھتا ہوں، میں تم کو کمزور و ناتواں پاتا ہوں پس تم دو آدمیوں پر کبھی حکومت نہ کرنا اور مال یتیم کے نگہبان و سرپرست نہ ہونا۔

البتہ اس تنبیہ کا موجب یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ جو اپنے اندر سرپرستی و کفالت کی صلاحیت دیکھتے ہیں وہ بھی اس ذمہ داری سے کنارہ کش ہو جائیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہو رہا ہے:

"یسئلونک عن الیتامیٰ قل اصلاح لهم خیر" ۲

(اے رسولؐ) آپ سے لوگ یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ (ان سے) کہہ دیں کہ ان کے کاموں کی اصلاح و درستی بہتر ہے۔

سورہ اسراء کی آیت ۳۴ اور سورہ نساء کی آیت ۱۰ کے شان نزول میں (کہ جس میں مسلمانوں کو یتیموں کے اموال کی حفاظت اور ان کے مال کو کھانے سے پرہیز کرنے کا حکم دیا گیا ہے) آیا ہے کہ کچھ لوگوں نے یتیموں کی سرپرستی و

۱۔ امالی شیخ طوسیؒ ص ۳۹۴۔

۲۔ سورہ بقرہ آیت ۲۲۰۔

کفالت کو ترک کر دیا تھا اور بعض لوگوں نے یتیموں کو اپنے گھروں سے نکال دیا تھا اور بعض لوگوں نے یتیموں کو اپنے گھروں سے باہر نہیں کیا تھا لیکن اپنا کھانا پینا ان سے الگ کر لیا تھا اور وہ کھانا ان کے سامنے پیش کرتے جو یتیموں کے شخصی مال سے تیار کیا جاتا۔ چونکہ اس غلط رویہ سے ان کے دل و دماغ پر غلط اثرات مترتب ہوتے تھے اور اکثر اوقات تو یتیموں کے سرپرست بھی ان حالات سے غمگین ہوتے تھے۔

لہذا کچھ لوگ آنحضرتؐ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور اس طرز عمل کے بارے میں سوال کیا۔ تو ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی

"یسئلونک عن الیتامیٰ قل اصلاح لہم خیر و ان
تخلطوھم فاخوانکم واللہ یعلم المفسد من المصلح ولو شاء اللہ
لاعنتکم انّ اللہ عزیز حکیم"

اس آیت کے نازل ہونے سے مسلمانوں کے لئے یہ جواز پیدا ہو گیا کہ اگر وہ لوگ اصلاح اور بھلائی کا قصد رکھتے ہیں تو اپنے اموال کے ساتھ مخلوط کر لیں تاکہ ان کے اوپر برے اثرات مترتب نہ ہونے پائیں۔

البتہ یہ صورت اس وقت پیش آئے گی کہ جب کوئی شخص ولایت فقیہ کا قائل نہ ہو اور مجتہد جامع الشرائط موجود نہ ہو تب یہ بات مومنین پر لازم ہے۔ اور اگر وہ لوگ (مومنین) نہ ہوں تو مومنین میں سے جو فاسق ہیں ان پر لازم ہے

لیکن اگر وہ ولایت فقیہ (ولی امر) کا قائل ہو اور معاشرۂ اسلامی میں زندگی بسر کرتا ہو (اور ملک کا نظام بھی قوانین اسلام اور ولیّ امر کے حکم کے مطابق چلتا ہے۔ جیسا کہ خدا کے فضل سے اسلامی جمہوریۂ ایران کا نظام ہے کہ اس کے عہدہ داران ہر شخص کی صلاحیت کے مطابق یہ ذمہ داری سپرد کرتے ہیں اور لوگوں پر لازم ہے کہ اس کو انجام دیں۔

یتیم کی تربیت

رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

"سبع خصال مَن عمل بھا من امتی حشرہ اللہ مع
النبیین والصدیقین والشھداء والصّالحین فقیل
وما ھی یا رسول اللہ؟ فقال من زور حاجاً، واعان
ملھوماً، وربی یتیماً، وھدی ضالاً، واطعم جایعاً، واروی
عطشاناً، وصام فی یوم حر شدید" ؎۱

میری امت میں سات امور کو انجام دینے والے کو خداوند عالم

؎۱ ۔ اثنا عشریہ ص۲۴۵ ۔ المواعظ العددیہ ص۱۹۵ الباب السابع الفصل الثانی ۔

Presented by www.ziaraat.com

انبیاء، صدیقین، شہدا، اور صالحین کے ساتھ محشور کرے گا۔

سوال کیا گیا یا رسول اللہ وہ امور کیا ہیں؟

آنحضرت نے فرمایا:

جو شخص کسی کو حج کے لئے بھیجے، فریاد کرنے والے کی مدد کرے، یتیم کی پرورش کرے، گمراہ کو راہ راست پر لگادے، بھوکے کو کھانا کھلائے، پیاسے کو سیراب کرے، سخت گرمی کے دن میں روزہ رکھے۔

یتیم کی تربیت ایک امر ضروری اور سخت وظیفہ ہے، نیز معاشرہ میں بقاء ضرر کا سبب ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بچپنے کی تربیت کے اثرات کا منکر ہوگا یتیم کی روشن فکری اور شخصیت کے پنپنے کے لئے ہم کو چاہیئے کہ اس کے احترام کے ضمن میں اس کی احتیاج کو حکیمانہ اور پسندیدہ کردار کے ساتھ انجام دیں۔ اور اسلامی اخلاق و کردار سے اس کو آراستہ کریں اور اس کی ترقی واستعداد کے اسباب کو فراہم کریں اور کہنے سے پہلے ہم کو چاہیئے کہ اپنے شائستہ اعمال کو اس کے لئے نمونہ اور اپنے کو بہترین مربی بنائیں [1]

---

[1] - امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ زبان کے علاوہ دوسرے وسائل سے لوگوں کو نیکی کی طرف بلاؤ تاکہ لوگ تم سے اچھائیاں اور نیکیاں دیکھیں اور سرمشق بنائیں، اصول کافی ج ۲ ص ۷۸ - الحیاۃ جلد ۱ ص ۱۱۳ -

عملی تربیت بچوں کی زندگی میں زبانی تربیت سے زیادہ موثر ثابت ہوتی ہے اور بچہ اپنی تقلیدی صلاحیتوں کی بنا پر ان امور کو بخوبی انجام دے سکتا ہے ہم کو اپنے بچوں اور یتیموں کے درمیان کسی قسم کا فرق اور امتیاز روا نہیں رکھنا چاہیئے اور نہ اپنے بچوں کو یتیموں پر ترجیح دینا چاہیئے۔

انہیں وسائل واسباب کے ذریعہ جس سے اپنے بچوں کی روشن فکری و تربیت اور سعادت مندی و خوش بختی تک پہنچانے میں استفادہ کرتے ہیں یتیموں کے لئے بھی انہیں وسائل کا استعمال کرنا چاہیئے، ایسا نہ ہو کہ امکانات کے مفقود ہونے کی وجہ سے ایک یتیم بچے کی استعداد ختم ہو جائے۔

امام علی علیہ السلام اس سلسلہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"ادّب الیتیم مما تؤدّب منه ولدک واضربه مما تضرب منه ولدك۔ [1]

یتیم کی تربیت اسی طرح کرو جس طرح اپنے لڑکے کی تربیت کرتے ہو۔ اور جس چیز سے جس طرح سے اپنے بچے کو مارتے ہو اور سزا دیتے ہو (تربیت و پرورش کے سلسلہ میں) اس (یتیم) کی بھی تادیب کرو

---

[1] - وسائل الشیعہ جلد ۱۵ ص ۱۹۷ -

Presented by www.ziaraat.com

خواجہ نصیر الدین اخلاق ناصری میں باب چہارم کے دوسرے مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"سب سے پہلی چیز بچے کی تادیب کے لئے یہ ہے کہ بری صحبتوں اور کھیل کود کے ماحول سے جدا رکھیں جس سے انسان کا اخلاق مجروح ہوتا ہے۔

اس کے بعد دین کے احکام، وظائف اور سنتوں کو سکھائیں اور اس کو ان احکام کی پابندی سے انجام دہی پر ترغیب دلائیں پابندی و مواظبت سے امتناع پر اس کی تادیب کریں۔"

تنبیہ اور اس کے مرحلے

ہم کو تنبیہ اور توبیخ کے ذریعہ تربیت کے مقاصد حاصل کرنا چاہیئے اس سلسلہ میں ہم آپ کی توجہ ڈاکٹر علی قائمی کے قول کی طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں:

"آپ کے بچے جن موارد میں لغزش کے مرتکب ہوں ممکن ہے ان میں تنبیہ کی ضرورت ہو، اس کی تنبیہ کے سلسلے میں کوئی نہ کوئی اقدام ضرور کرنا چاہیئے۔

۱ـــ تنبیہ سے پہلے مختلف موارد میں ایک امر کے سلسلے میں ان مراحل کو طے کرنا چاہیئے، آگاہ کرنا، تذکر دینا، گذشتہ باتوں کو یاد دلانا، ملامت کرنا، قہر و تہدید سے کام نہ لینا۔

۲ـــ تنبیہ کی مقدار اس کے جرم و انحراف کے مطابق ہونا چاہیئے، ہمیشہ بچے کی پشت یا ران پر نہیں مارنا چاہیئے اور اس حد تک نہ مارے کہ بچہ کی پشت سرخ ہو جائے مگر یہ کہ بچہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہو، اس صورت میں تادیب کے شرائط و ضوابط مختلف ہونگے

۳ـــ جس وقت بچہ اپنے کو لاوارث تصور کرے تو ضروری ہے کہ اس وقت تنبیہ نہ کریں فقط ڈانٹ ڈپٹ ہی پر اکتفا کریں۔

۴ـــ تنبیہ اس طرح نہیں ہونا چاہیئے کہ بچہ یہ تصور کرنے لگے کہ اگر اس کا باپ زندہ ہوتا تو وہ مار نہ کھاتا اور ایسی مار ہو کہ جس کو تادیب کے دائرہ سے خارج نہ سمجھا جائے۔

۵ـــ یاد رہے کہ تنبیہ اس وقت موثر ثابت ہوگی کہ جب بچہ خود بھی اس کام کو قبیح اور ناپسندیدہ سمجھتا ہو ورنہ مارنے کی عادت یا مذاق و مسخرہ کے ساتھ تنبیہ کرنا کسی درد کی دوا ثابت نہ ہوگا۔

۶ـــ تنبیہ و توبیخ کے تھوڑی دیر بعد اس کا دل بہلانے

Presented by www.ziaraat.com

کی کوشش کرنا چاہیئے اور اس کے ساتھ مہر و محبت سے پیش آنا چاہیئے۔

میں یہاں ایک چیز کا اور اضافہ کرتا ہوں اور وہ یہ کہ تنہائی میں توبیخ کرنا چاہیئے نہ لوگوں کے درمیان اور تنبیہ کے وقت اس کو یہ بھی سمجھانا چاہیئے کہ یہ فلاں کام کی سزا ہے۔ لیکن تنبیہ اور توبیخ بھی حد سے زیادہ نہیں کرنا چاہیئے اس لئے کہ اس کا ردّ عمل بہت بھیانک صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ زیادہ تنبیہ عناد اور ہٹ دھرمی کی آگ کو مشتعل کر دیتی ہے۔

مولائے کائنات کا ارشاد ہے:

"الافراط فی الملامت تشب نیران اللجاج"[1]

سرزنش میں افراط و زیادتی لجاجت کی آگ کو بھڑکاتی ہے۔

دوسری حدیث میں آپ کا ارشاد ہے:

"ایاك ان تکرر العتب فان ذالك یغری بالذنب ویھون بالغیب"[2]

توبیخ کی تکرار سے پرہیز کرو اس لئے کہ ملامت اور سرزنش کی تکرار گنہگار کو گناہ کرنے پر جری اور ملامت کو بے اثر بنا دیتی ہے۔

---

[1] ۔ تحف العقول ص۸۴۔

[2] ۔ غرر الحکم ص۲۷۸۔

محبت و مہربانی

"تحننوا علی ایتام الناس کما یتحنن علی ایتامکم"[1]

پرائے یتیموں پر اس طرح مہربانی کرو جس طرح اپنے (رشتہ دار) یتیموں کے لئے مہر و محبت کے خواہاں ہو۔

اس عکس العمل کے قانون کے مطابق اگر ہم دوسرے یتیموں کے سلسلہ میں لاپرواہی اور کوتاہی کریں گے تو خدا نہ کرے جب ہمارے بچے بے سرپرست اور یتیم ہوں گے تو دوسروں کی عطوفت و مہربانی سے محروم ہوں گے اس کے برعکس اگر ہم معاشرہ کے یتیم بچوں کا خیال رکھیں گے اور دست شفقت و مرحمت ان کے سروں پر پھیریں گے اور ان کی حوصلہ افزائی کریں گے تو امام علیؑ کے فرمان کے مطابق ہمارے بچے بھی مورد عنایت و مہربانی قرار پائیں گے۔

حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا: "من رعی الایتام رعی فی بنیہ"[2]

---

[1] ۔ اربعین شیخ بہائی جلد۱ ص۸۱۔ عیون اخبار الرضا جلد۱ ص۲۹۵۔

[2] ۔ غرر درر جلد۵ ص۱۶۸۔

Presented by www.ziaraat.com

جو شخص یتیموں کا خیال اور ان کی مراعات کرے گا دوسرے اس کے بچے کی مراعات کریں گے۔

دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

"احسنوا فی عقب غیرکم تحفظوا (تحسنوا خ ل) فی عقبکم" [۱]

اپنے کیفر کردار سے یتیموں کی بہ نسبت ڈرنا چاہیئے اور کوتاہی نہیں کرنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ یتیم بے سرپرست و بے توجہی کی بنا پر بدچلن اور نالائق ہو جائے، اس لئے کہ اگر ایسا کریں گے تو لامحالہ ہمارے بچے بھی اس سے دوچار ہوں گے، اور اگر نوازش و کرم کے بجائے ناشائستہ عمل اور اپنی باتوں کے ذریعہ دوسروں کے یتیموں کی دل آزاری کریں گے تو خداوند عالم ہماری اولاد کو بھی اسی میں مبتلا کرے گا۔

جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

"ولیخش الذین لو ترکوا من خلفہم ذریۃ ضعافا خافوا علیہم فلیتقوا اللہ ولیقولوا قولاً سدیداً" [۲]

---

[۱] - نہج البلاغہ حکمت ۲۶۴ - سفینۃ البحار جلد ۲ ص ۱۳۷ - بحار الانوار جلد ۲۷ ص ۱۳۵ -

[۲] - سورۂ نساء آیت ۹ -

اور ان لوگوں کو ڈرنا (اور خیال کرنا) چاہیئے کہ اگر وہ لوگ خود اپنے بعد (ننھے ننھے) ناتواں بچے چھوڑ جاتے تو ان پر (کس قدر) رحم آتا پس ان کو (غریب بچوں پر سختی کرنے میں) خدا سے ڈرنا چاہیئے اور ان سے سیدھی طرح بات کرنی چاہیئے۔

دوسری بات یہ کہ جب ہم غیروں کے لئے نیکی کریں گے تو ہم کو دنیا میں اس نیکی کا پھل ملے گا اور اگر ہم نہ پا سکے تو ہمارے بچے اس سے ضرور بہرہ مند ہوں گے۔

نمونہ کے طور پر قرآن کریم میں جناب موسیٰ اور جناب خضر کا واقعہ ملتا ہے:

"واما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینۃ و کان تحتہ کنزٌ لھما وکان ابوھما صالحاً فاراد ربک ان یبلغا اشدّھما ویستخرجا کنزھما رحمۃً من ربک" [۱]

اور وہ جو دیوار تھی (جسے میں نے کھڑی کر دیا) تو وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان ہی دونوں لڑکوں کا خزانہ گڑا ہوا تھا۔ اور ان لڑکوں کا باپ ایک نیک آدمی تھا

---

[۱] - سورۂ کہف آیت ۸۲ -

Presented by www.ziaraat.com

توتمہارے پروردگار نے چاہا کہ دونوں لڑکے اپنی جوانی کو پہنچیں
توتمہارے پروردگار کی مہربانی سے اپنا خزانہ نکال لیں ۔

تفسیروں میں مرقوم ہے کہ اس مالی وعلمی ذخیرہ کی حفاظت (حسب اختلاف روایات) ان کے اجداد میں سے ایک جد کی نیکی کا ثمرہ تھا، جن کی ساتویں پشت میں یہ بچے تھے ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک روایت منقول ہے کہ جس میں یتیموں کا مال کھانے کا بیان ہے، فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے یتیموں کا مال کھانے کے بارے میں دو عقوبت کا وعدہ کیا ہے ۔

۱ ۔ عقوبت دنیادی ۔ ۲ ۔ عقوبت اخروی ۔

عقوبت دنیاوی : جو شخص یتیموں پر ظلم کرے گا اور ان کے اموال کو کھائے یا تلف کرے گا تو اس کے یتیموں پر بھی ظلم ہوگا (یعنی جو کچھ بھی وہ یتیموں کے ساتھ نیکی کرے گا اس کی موت کے بعد وہی نیکی اس کی اولاد کو نصیب ہوگی ۔

ترجیح کی ممانعت

ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ عدالت کو سبھی دوست رکھتے ہیں اور ترجیح ایک قسم کا ظلم ہے، لہذا جو شخص کسی یتیم کی پرورش اپنے گھر میں کرتا

ہے اور اس کا متکفل و سرپرست ہوتا ہے اس کو اپنے بچوں اور یتیموں میں کوئی امتیاز نہیں رکھنا چاہیئے ۔ خوراک و پوشاک اور مہربانی و محبت وغیرہ کے لحاظ سے دو بچوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا جب کہ ان کے درمیان کوئی امتیاز بھی نہ ہو ۔ اس قسم کے ظلم سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیئے ۔ ورنہ بچہ کے دل میں تفرقہ پردازی واختلاف انگیزی، بدبینی وخشم ناکی، کینہ، حسد وغیرہ جڑ پکڑے گا اور اس یتیم کی نظروں سے سرپرست کی عزت جاتی رہے گی اور مستقبل میں اس کا بہت برا نتیجہ برآمد ہوگا ۔

اس کے برعکس مساوات کی رعایت اس بات کا باعث ہوگی کہ وہ بچہ صفات حمیدہ سے آراستہ ہو کر دوسروں کے حق میں عدل وانصاف سے کام لے ۔ چونکہ انہوں نے عدالت کی شیرینی کا مزہ چکھا ہے لہذا آئندہ وہ بھی دوسروں کے حق میں عدالت کو عملی جامہ پہنائیں گے اور ان کے اس کام کا دوسرا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو کچھ ان کے اندر صفات رذیلہ مثل حسد، کینہ، خود خواہی وغیرہ پوشیدہ ہیں جڑ سے اکھڑ جائیں گے ۔

امام محمد باقر علیہ السلام کا یہ قول درس آموز ہے :

« واللہ لاصانع بعض ولدی، واجلسه علی فخذی واکثر له المحبة، واکثر له الشکر، وان الحق لغیره من ولدی و لکن محافظة علیه منه ومن غیره، لئلا یصنعوا به ما فعل

Presented by www.ziaraat.com

بیوسف اخوتہ ، وما انزلت سورۃ یوسف الامثالاً،
لئلا یحسد بعضاً بعضاً کما حسد یوسف اخوتہ وبغوا علیہ"

میں کبھی اپنے کسی فرزند سے دکھاوے کی محبت کرتا ہوں اور اس کو اپنے زانو پر بٹھاتا ہو، اور اس سے محبت کرتا ہوں اور اس کو گوسفند کا گوشت اور شکر کھلاتا ہوں اس کے باوجود کہ میں جانتا ہوں حق دوسرے کے ساتھ ہے۔ لیکن اس عمل کو صرف اس وجہ سے انجام دیتا ہوں تاکہ دوسرے فرزندوں کے خلاف کوئی تحریک نہ ہو اور جیسا کہ یوسف کے بھائیوں نے یوسف کے ساتھ کیا وہ ان میں سے ایک دوسرے کے ساتھ کریں گے۔

یتیموں کے ساتھ نیکی اور احسان کرنا

خداوند عالم کلی طور پر احسان و نیکوکاری کی مدح و ثنا کرتا ہے:

"واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین"[1]

---

[1] ۔ سورۂ بقرہ آیت ۱۹۵۔

اور نیکی کرو خداوند عالم نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔

خداوند عالم دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

"وسنزید المحسنین"[1] ۔ ہم نیکوکاروں کی نیکی کا (ثواب) بڑھائیں گے۔

خداوند عالم ایک اور جگہ پر ارشاد فرماتا ہے:

"ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتائ ذی القربیٰ"[2]

بے شک خداوند عالم انصاف اور (لوگوں کے ساتھ) کچھ نیکی کرنے اور قرابت داروں کو (کچھ) دینے کا حکم کرتا ہے۔

قرآن کریم میں ایک جگہ اور آیا ہے:

"واحسن کما احسن اللہ علیک"[3]

جس طرح خدا نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اوروں کے ساتھ احسان کر۔

روایات واحادیث کی رو سے احسان و نیکوکاری انسان کو بلا و مصیبت سے محفوظ رکھتی ہے، اور ہر کار خیر صدقہ دینے کے حکم میں ہے۔ جو لوگ اس

---

[1] ۔ سورۂ بقرہ آیت ۵۸۔

[2] ۔ سورۂ نحل آیت ۹۰۔

[3] ۔ سورۂ قصص آیت ۳۶۔

Presented by www.ziaraat.com

دنیا میں اچھے کام انجام دیتے ہیں و آخرت میں نیکوکاروں کے ساتھ ہوں گے، اور جو افراد دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے وہ آخرت میں برے کام کرنے والوں میں شمار کئے جائیں گے اور اچھے کام کرنے والے اور محسنین سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

یتیموں کے ساتھ نیک برتاؤ

قرآن کریم اس مسئلہ کی دو جگہوں پر یاد دہانی کراتا ہے اور فرماتا ہے:

"وبالوالدین احساناً وبذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین" [۱]

قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ احسان کرو۔

یہی مضمون سورۂ بقرہ کی آیت ۸۳ کا بھی ہے اور روایات اس سلسلہ میں بہت زیادہ ہیں۔

نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

"من احسن الیٰ یتیم او یتیمۃ، کنت وانا وھو

۱۔ سورہ نساء آیت ۳۶۔

فی الجنۃ کھاتین"۔ [۱]

جو شخص یتیم بچے یا بچی کے ساتھ نیکی کرے گا وہ اور میں جنت میں دو انگشت (ہمسایہ) کی طرح ہوں گے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

"من افضل البر بر الیتیم" [۲]

سب سے بہترین اعمال یتیموں کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔

منقول ہے:

"بروا ایتامکم و واسوا فقرائکم" [۳]

یتیموں کے ساتھ نیکی کرو اور محتاجوں کے ساتھ مواسات کرو اور ان کو اپنی زندگی کا شریک قرار دو۔

واضح رہے کہ یتیموں کے ساتھ نیکی کرنے کے بہت سے طریقہ ہیں اور سب سے اچھا طریقہ ان کی تعلیم کا بندوبست ہے، یہ بات تاریخی لحاظ سے قابل بحث ہے۔ پیغمبر اکرمؐ ایک دن نماز عید فطر یا عید قربان کے لئے

۱۔ کنز العمال جلد ۳ ص ۱۷۰۔

۲۔ غرر و درر در آمدی جلد ۶ ص ۴۴۔

۳۔ غرر و درر در آمدی جلد ۳ ص ۲۶۷۔

Presented by www.ziaraat.com

تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ بچے آپس میں کھیل کود رہے ہیں اور خوشحال ہیں لیکن انہیں کے پاس ایک بچہ پرانا لباس پہنے کھڑا ہے اور گریہ وزاری کر رہا ہے۔ آنحضرتؐ اس کے قریب پہنچے اور فرمایا: "کیوں رو رہے ہو اور بچوں کے ساتھ کیوں نہیں کھیل رہے ہو؟ بچہ آنحضرتؐ کو نہیں پہچانتا تھا عرض کیا اے شخص آپ کو مجھ سے کیا مطلب؟ میرا باپ اسلام کی فلاں جنگ میں شہید ہو گیا میری ماں نے دوسری شادی کر لی اور ان لوگوں نے میرا مال بھی ہڑپ کر لیا ہے اور مجھ کو گھر سے بھی نکال دیا، اب نہ میرے پاس آب وغذا ہے اور نہ لباس ہے نہ گھر نہ کوئی جائے امن جس وقت میں نے بچوں کو خوشحالی کے ساتھ کھیل کود میں محو دیکھا، اور سوچا کہ ان کے باپ ہیں گھر اور ان کا ملجا وماویٰ ہے تو میری مصبتیں تازہ ہو گئیں، اس لئے میں گریہ کر رہا ہوں۔

رسول اکرمؐ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ میں تمہارا باپ اور میری بیٹی فاطمہؑ تمہاری خواہر اور علیؑ تمہارے چچا اور حسنؑ وحسینؑ تمہارے بھائی ہوں۔

بچہ نے کہا: یا رسول اللہؐ اس بات سے میں کیوں راضی نہ ہوں گا۔ آنحضرتؐ اس کو اپنے گھر لے گئے نیا اور نظیف لباس پہنایا، کھانا کھلایا بچہ خوشحال ہوا یتیم نے جب اپنے کو اس ناز ونعمت میں دیکھا تو پھولا نہ سمایا، گھر سے باہر آیا اور تیزی کے ساتھ کھیل کے میدان میں جا کر کھیلنے لگا۔ جن بچوں نے پہلے

اسے روتے ہوئے دیکھا تھا اس وقت اس کو خوش وخرم دیکھ کر سوال کیا۔ تھوڑی دیر پہلے رونے اور اس وقت سرور وخوشحالی کا سبب کیا ہے؟

یتیم نے جواب دیا: میں پہلے بھوکا تھا اس وقت سیر ہو گیا، برہنہ تھا نیا لباس پہنے ہوئے ہوں، یتیم تھا اس وقت رسول اللہؐ جیسا باپ، فاطمہؑ جیسی بہن علیؑ جیسا چچا اور حسنینؑ جیسے بھائی مل گئے ہیں، تو میں کیوں کر خوش نہ ہوں۔ بچوں نے کہا کاش ہم لوگوں کے باپ بھی اس جنگ میں شہید ہو گئے ہوتے اور یہ افتخار ہم کو ملا ہوتا۔

جب تک پیامبرؐ موجود تھے یہ بچہ آنحضرت کی سرپرستی میں زندگی بسر کر رہا تھا۔ جس وقت آپؐ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور آپ کے انتقال کی خبر بچہ کو ہوئی تو گویا اس پر مصیبت کا آسمان ٹوٹ پڑا گھر سے نالہ وفریاد کرتا ہوا باہر آیا، اپنے سر پر خاک ڈالتا تھا اور کہتا تھا "میں اس وقت یتیم ہو گیا" آپ کے بعد بعض اصحاب نے بچہ کی سرپرستی قبول کر لی۔

مشہور ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اپنی حکومت وخلافت کے دوران بغیر سواری وزیب وزینت کے ساتھ مرکز حکومت میں گشت کیا کرتے تھے، اور ملک میں لوگوں کے بہترین حالات کی فکر میں لگے رہتے تھے اسی اثنا میں ایک بوڑھی عورت کو دیکھا کہ پانی کی مشک اپنے کندھے پر لاد کر بڑی مشکل سے گھر کی طرف جا رہی ہے۔ آپؑ اسی لئے گردش کر رہے تھے تا کہ کسی مظلوم

Presented by www.ziaraat.com

گرسنہ وتشنہ، محتاج ویتیم وغیرہ کی مدد کر سکیں۔ آپ نے آگے بڑھ کر مشکیزہ کو لیا اور اس عورت کے گھر کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں اس کی معاشی زندگی کے بارے میں سوال کیا؟ عورت نے جواب دیا۔

علی ابن ابی طالبؑ نے میرے شوہر کو ایک جنگ پر بھیجا تھا وہ قتل ہو گیا، اب اس کی یادگار چند یتیم بچے ہیں ان بچوں کی سرپرستی میرے ذمہ ہے، میں دوسروں کے گھروں میں کام کرتی ہوں، اس کام کی اجرت سے یتیم بچوں کی خوراک و پوشاک مہیا کرتی ہوں۔ آپ نے گھر کو دیکھتے ہی بیوہ کے غم واندوہ کا مشاہدہ کیا، اور بچوں کی حالت کو دیکھا کہ وہ بہانہ تلاش کر کے ماں کے آزردہ دل کو اور صدمہ پہنچاتے اور اس کے دل کو خون کرتے ہیں۔ حضرت علیؑ کے دل پر بھی غم طاری ہوا۔ خدا حافظی کر کے گھر پلٹے اور ایک بڑے تھیلے کو کھانے پینے کی چیزوں سے بھرا اور یتیموں کے ماتم کدے کی طرف روانہ ہوئے۔ بعض لوگوں نے چاہا کہ خلیفہ وقت سے اس بوجھ کو لے کر اپنی پیٹھ پر لاد کر لے چلیں۔ لیکن آپ نے فرمایا: اگر آج تم لوگ میرے بوجھ کو اٹھاؤ گے تو کل روز قیامت کون میرے بوجھ کو اٹھائے گا؟

خلاصہ یہ کہ خود ہی سامان کو اپنے کندھے پر لادے ہوئے بیوہ عورت کے گھر پہنچے دق الباب کیا، دروازہ کھولا، حضرت علی علیہ السلام اجازت لے

لے کر گھر میں داخل ہوئے، عورت سے پوچھا؟ تم روٹی پکاؤ گی یا بچوں کو بہلاؤ گی؟ عورت نے آپ کو دعا دیتے ہوئے کہا: میں روٹی پکاؤں گی آپ ہمارے بچوں کو بہلائیں۔ عورت روٹی پکانے کے لوازمات میں منہمک ہو گئی، حضرت علی علیہ السلام بچوں کو بہلاتے اور فرماتے جاتے:

"یا بنیّ اجعل علیؑ ابن ابی طالبؑ فی حلٍ"

اے میرے بیٹو! علیؑ ابن ابی طالبؑ کو معاف کر دو۔

عورت نے آٹا گوندھا، تنور کو روشن کیا اتفاق سے پڑوس کی ایک عورت اس کے گھر آئی جو حضرت علی علیہ السلام کو پہچانتی تھی اس سے کہا: وائے ہو تم پر۔ یہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں جو تمام مسلمانوں کے پیشوا اور امام ہیں۔

عورت متحیر و متعجب ہو کر حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئی اور کہا: یا امیرالمومنینؑ میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

میں خود اس بات سے "کہ تمہارے اور تمہارے فرزندوں کے سلسلہ میں کوتاہی کی ہے" شرمندہ ہوں [1]

---

[1] - بحار الانوار جلد ۹ ص ۳۵ طباعت قدیم - عین الحیاۃ ص ۵۸۷ - مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ ص ۱۱۵

Presented by www.ziaraat.com

امام خمینیؒ کی نیکی شہیدوں کے بچوں کے ساتھ

بہتر ہوگا کہ ایران کے اسلامی انقلاب کے رہبر امام خمینیؒ کی حیات کا ایک واقعہ قلم بند کر دوں، وہ یہ کہ آپ کے دفتر کے منتظمین میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ اٹلی کی ایک عیسائی عورت جس کا پیشہ ٹیچری تھا اس نے سونے کا ایک گلوبند کہ جو اس کی شادی کی یادگار تھا ایک محبت آمیز خط کے ساتھ امام خمینیؒ کی خدمت میں بھیجا۔ امام خمینیؒ دو یا تین سال کی ایک بچی کو اپنے زانوں پر بٹھائے تھے جس کا باپ مفقود الجسد ہو گیا تھا اس بچی سے مشفقانہ انداز میں پیار کر رہے تھے اور دست شفقت بچی کے سر پر پھیر رہے تھے کہ غمزدہ بچی مسکرائی اس وقت امام خمینیؒ نے مذکورہ گلوبند کو اس کے گلے میں ڈال دیا۔ وہ بچی خوشی کے مارے پھولے نہیں سما رہی تھی اور خوش و خرم آپ کے پاس سے باہر چلی گئی[۱]۔

یتیموں سے محبت کرنا

[۱] ۔ سرگذشتہای ویژہ از زندگی امام خمینیؒ جلد ۵ ص ۶۸ ۔

بدبخت، شریر، مجرم، خطرناک معمولاً وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جو بچپنے اور نوجوانی میں ماں، باپ کی سچی محبت سے محروم رہتے ہیں۔ ان کے خلاف اچھے، نیک کردار، خوش دل، نیکوکار، خوددار اور صالح وہ لوگ ہوتے ہیں جو بچپنے میں والدین کی مہر و محبت کے سایہ میں پروان چڑھتے ہیں اور اپنے وقت کی مانی جانی شخصیت شمار کئے جاتے ہیں، اور اپنے وجود سے دوسروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں، دوسروں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں "اسلام میں بعض لوگوں کے قول کے خلاف کہ" وہ کہتے ہیں:

"اسلام میں محبت و احسان کو اہمیت نہیں دی گئی کہ جو خوش اخلاقی و خوش مزاجی کا سبب ہے"[۱]

ــ اسلام میں تو سفارش کی گئی ہے کہ یتیموں سے محبت کریں، اور ایسی خالص محبت کریں کہ نہ اس سے (دنیاوی) صلہ کی امید رکھیں، اور نہ لوگوں سے شکریہ کی آرزو اور نہ اس سے کسی دنیاوی چیز کے حاصل کرنے کا مقصد ہی مدنظر ہو۔ محبت صرف اللہ کے لئے ہونا چاہیئے اور یہ بھی ہونا چاہیئے کہ ان کو ناراض کرنا، محبت و پیار سے دوری اختیار کرنا بلا و مصیبت کا سبب ہوتا ہے۔

[۱] ۔ تعلیم و تربیت در اسلام از استاد مطہری ص ۲۱۸ ۔

Presented by www.ziaraat.com

ڈاکٹر حسن احدی کے ذریعہ (جو کہ انجمن ملی حمایت کودکان کے شعبۂ نفسیات کے رئیس ہیں) پانچ سَو مجرموں کی تحقیق ہوئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلی خطا و گناہ ان لوگوں سے بارہ[۱۲] اور تیرہ[۱۳] سال کی عمر میں سرزد ہوئی اور یہ مصیبت ان کے خاندان میں محبت مہربانی کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوئی۔[۱]

جرمن کے تخمینہ کے مطابق ۴۴ فیصد مدرسہ میں ناکام افراد وہ ہیں کہ جو پدرانہ شفقتوں سے محروم تھے اور ۲۲ فیصد وہ ہیں کہ جو ماں کی محبت سے محروم تھے۔[۲]

علم اخلاق کے بزرگ استاد آیت اللہ مظاہری کہتے ہیں کہ:

اگر یتیم بچہ کسی گروہ، کسی شہر، کسی مذہب میں ہو تو تمام لوگوں کو چاہیئے کہ اس کے باپ کی جگہ سایہ فگن رہیں، اور عورتوں کو ماں کا کردار ادا کرنا چاہیئے تاکہ اسے یتیمی کا احساس نہ ہو۔ خدا نہ کرے کہ کوئی اس کے لئے راستے کا کانٹا بنے۔ میں نے اکثر گمراہ و منحرف مذاہب کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ معمولاً صیہونزم کے طریقۂ کار کو اپنائے ہوئے ہیں اور ان کا سرچشمہ و منبع صیہونزم ہے۔ یہ انفرادی اور اجتماعی نظر سے، مارکس خود ایک مشکل کا نام ہے اور اتفاق

۱۔ آئین تربیت ص۱۲۔

۲۔ تربیت نسل شہید ص۱۰۸۔

سے مارکس جس مشکل میں گھرا تھا اسی کا نام رکھ دیا ہے مارکس ازم۔ اسی لئے اسلام کہتا ہے کہ یتیم بچہ کی راہ میں رکاوٹ نہ بنو اور مردوں کو باپ کی جگہ اور عورتوں کو ماں کا کردار ادا کرکے یتیموں کی مشکلوں اور سختیوں کو حل کرنا چاہیئے۔[۱]

اسی لئے پیغمبر اسلامؐ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص بچوں سے مہربانی اور بزرگوں کا احترام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"[۲]

یتیموں سے محبت و مہربانی کرنے کے طریقے

یتیموں سے محبت و مہربانی کرنے کے بہت سے طریقے ہیں جس کو اسلام کی تربیتی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ہم یہاں چند قوانین و دستورات پیش کرتے ہیں:

اس شخص یا موسسہ کا احترام کہ جس نے یتیموں کی ذمہ داری سنبھالی ہے۔

یتیموں کی مرغوب غذاؤں کی فراوانی۔ کھیل کود کے مفید سامان کی خریداری و ضرورت کے مطابق روپیہ پیسہ سے ان کی مدد کرنا۔ مصافحہ کرنا، گلے لگانا

۱۔ جہاد بالنفس جلد ۱ ص۲۷۔

۲۔ بحار الانوار جلد ۷۵ ص۱۳۷۔

Presented by www.ziaraat.com

اسلامی تہوار کے موقع پر ان کے لئے مناسب قسم کا لباس خریدنا، ان کے ساتھ مل جل کر رہنا، دیکھ بھال کرنا، ان کی باتوں کو خوب اچھی طرح سننا، ان کی خوشی میں خوش رہنا، غم میں ان کا غمگسار رہنا، وہ جن کاموں کے کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو ان کے لئے اسباب فراہم کرنے کی کوشش کرنا، ان سے محبت و مہربانی کا اظہار کرنا و ......

یہ گمان نہیں کرنا چاہیئے کہ بچہ جس وقت تک چھوٹا ہے اسی وقت تک محبت کا نیازمند ہے اور جوان ہو جانے پر اس کی یہ نیازمندی ختم ہو جاتی ہے، اگر نوجوان کی نیازمندی بچوں سے زیادہ نہیں ہے تو ان سے کم بھی نہیں ہے۔ ہاں جو محبت و مہربانی بچوں کے ساتھ انجام دی جاتی ہے نوجوانوں میں اس کا انداز جداگانہ ہے۔

منتخب التواریخ میں ہے کہ:

ایک دن علی ابن ابی طالبؑ ایک ناچار اور مفلس عورت کی طرف سے گزر رہے تھے، جس کے کچھ یتیم بچے بھوک کی شدت سے رو رہے تھے، بچوں کی ماں دیگچی کے نیچے آگ روشن کئے ہوئے تھی اور اس میں خالی پانی ڈال کر بچوں کو بہلا رہی ہے تاکہ بچے سو جائیں۔ علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے جب یہ حالت دیکھی تو اپنے گھر واپس آئے اور خرما، آٹا، چاول، گھی، کندھے پر اٹھا کر اس عورت کے گھر کی طرف روانہ ہوئے، آپ کے غلام

قنبر نے چاہا کہ سامان کو لے کر اپنے کندھے پر رکھ لے لیکن امیرالمومنینؑ راضی نہیں ہوئے اور خود ہی عورت کے گھر تک لے گئے۔ اجازت لے کر گھر میں داخل ہوئے، عورت نے کھانا پکایا ــــ بچے کھا کر سیر ہوئے۔ اس وقت آپ اٹھے اور چاروں ہاتھ پیر پر چلنے لگے اور ساتھ ہی ساتھ بع بع کرتے تھے، یتیم بچے ہنسنے لگے اس کے بعد آپ گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں قنبر نے عرض کی یا امیرالمومنینؑ آج میں نے عجیب و غریب چیز کا مشاہدہ کیا۔ وہ یہ کہ آپ اپنے چاروں ہاتھ پیروں پر چل رہے تھے اور گوسفند کی طرح آواز بلند کر رہے تھے،

آپ نے فرمایا کہ جس وقت میں گھر میں داخل ہوا تو یتیم بچے بھوک کے مارے رو رہے تھے، میں نے چاہا کہ جب میں جانے لگوں تو ان کو مسرور اور ہنستا ہوا دیکھوں لہذا میں یہ عمل انجام دیا۔

حضرت علیؑ کی عملی سیرت

ضرائع میں عبدالواحد سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں خانۂ خدا کا طواف کر رہا تھا اسی اثنا میں رکن یمانی کے پاس دو لڑکیوں کو دیکھا کہ ان میں سے ایک دوسرے پر اپنے مدعیٰ کو ثابت کر رہی تھیں اور قسم

Presented by www.ziaraat.com

کھا رہی تھیں ۔

«بہ لا وحق المنتخب الموصیۃ والقاسم بالسویۃ والعادل
المقضیۃ بعل فاطمۃ الزکیۃ المرضیۃ ما کان ....

میں نے کہا اے لڑکیو تم نے جس کی قسم کھائی اور جس کے فضائل بیان کئے وہ کون ہیں ؟

جواب دیا : علی ابن ابی طالبؑ جو علم الاعلام و باب الاحکام ہیں اور قسیم النار والجنۃ ہیں اس امت کے ایک محافظ ہیں ۔ میں نے کہا تم نے یہ معرفت کہاں سے حاصل کی ، تو وہ کہنے لگی میں کیونکر ان کو نہ پہچانوں ۔ حالانکہ میرے والد جنگ صفین میں امیر المومنینؑ کے لشکر میں تھے اور شہید ہوئے ۔ جس وقت علیؑ جنگ سے پلٹے ہمارے گھر تشریف لائے اور میری ماں سے فرمایا ، اے یتیموں کی ماں تمہارے روزگار کی کیا کیفیت ہے ، ماں نے جواب دیا ٹھیک ہے ۔ اس کے بعد میری ماں نے مجھ کو اور میری خواہر کو آپ کے پاس حاضر کیا ۔ میں اس وقت شدت مرض کی وجہ سے اندھی ہو گئی تھی ، جب حضرت علیؑ نے ہم کو دیکھا ، آہ کی ۔ اور فرمایا ، ان بچوں کا باپ جو سختیوں میں ان کا محافظ اور مسافرت میں اور وطن میں ان کا کفیل تھا اس دنیا سے چلا گیا ۔ میرا دل جس طرح خورد سال یتیموں کو دیکھ کر گھبراتا ہے اس طرح کسی اور مصیبت میں نہیں گھبراتا ۔

اس کے علاوہ علیؑ کو میں نے دیکھا کہ جس وقت وہ بیت المال کی تقسیم کرتے تھے ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ شہر ہمدان و حلوان کے علاقہ سے کچھ لوگ شہد اور انجیر لائے تھے ، آپ ان کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر رہے تھے اور جو کچھ شہد انگلیوں میں لگا رہتا تھا اس کو یتیم بچوں کو چٹاتے تھے اور فرماتے تھے :

«انّ الامام ابو الیتامیٰ وانّما العقہم ھٰذہ ابرعایۃ الآباء» ۱؎

میں ان یتیم بچوں سے ان کے والد کی طرح محبت کرتا ہوں ۔

رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا :

«کن لیتیم کالاب الرحیم» ۲؎

یتیموں کے لئے ان کے باپ کی طرح مہربان بنو ۔

رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا :

«ارحم الیتیم وامسح رأسہ واطعمہ من طعامک یلن
قلبک وتدرک حاجتک» ۳؎

۱؎ ۔ بحار الانوار جلد ۴۱ ص ۱۲۳ ۔

۲؎ ۔ مشکوٰۃ الانوار ص ۱۶۸ ۔

۳؎ ۔ نہج الفصاحت ، ک ۲۷ ؎

Presented by www.ziaraat.com

یتیموں پر رحم کرو اور ان کے سر پر دست شفقت پھیرو اور اپنے ساتھ کھانا کھلاؤ تاکہ تمہارا دل نرم ہو جائے اور اپنی حاجتوں کو پا سکو۔

حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"مامن مومن ولا مومنة یضع یده علی راس یتیم ترحماً له الا کتب الله عز وجل بکل شعرة مرت یده علیها الحسنة"[1]

جو مومن اور مومنہ یتیم کے سر پر دست شفقت پھیرتا ہے خداوند عالم ہر بال کے برابر اس کے نامۂ اعمال میں حسنات لکھتا ہے

حضرت جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مامن عبد یمسح یده علی راس یتیم رحمة له الا اعطاه الله بکل شعرة نوراً یوم القیامة"[2]

جو شخص کسی یتیم کے سر پر دست شفقت پھیرتا ہے خداوند عالم اس کو روز قیامت ہر بال کے برابر نور عطا کرے گا۔

۱ـ بحار الانوار جلد ۷۵ ص ۴ ۔ ثواب الاعمال ص ۱۹۹ ۔ ثواب الاعمال وعقابها از علی محمد دخیل ص ۳۹۱ ۔

۲ـ بحار الانوار جلد ۷۵ ص ۵ ۔ المحجة البیضاء جلد ۳ ص ۳۰۴ ۔

پیامبر اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

"احبوا الصبیان وارحموهم"[1] بچوں سے محبت کرو اور ان پر رحم کرو۔

اس سلسلہ میں بہت زیادہ حدیثیں موجود ہیں ہم انہیں مذکورہ احادیث پر اکتفا کرتے ہیں۔

محبت میں افراط

بچوں کی کامل پرورش کے لئے محبت ضروری ہے اس میں کوتاہی نہیں کرنا چاہیئے، لیکن بچے کی محبت وحمایت میں حد سے تجاوز کرنا بھی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ یہ عمل بچے کو آزاد منش بنانے کا باعث ہوتا ہے، اور جو کچھ بچہ کی سمجھ میں آتا ہے کر بیٹھتا ہے، یہیں سے وہ غلط کاموں کے انجام دینے کی بھی کوشش کرنے لگتا ہے اور اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے فتنہ و فساد بھی برپا کرتا ہے، اور ممکن ہے کہ بچہ چاپلوس، چرب زبان

۱ـ بحار الانوار جلد ۷۵ ص ۱۸ ۔ مشکوٰة الانوار ص ۱۶۷ ۔ سفینة البحار جلد ۲ ص ۷۳۱ ۔ امالی صدوق ص ۲۳۴ ۔ امالی طوسی ص ۴۶ ۔ المواعظ العددیه ص ۱۵۳ ۔ من لا یحضره الفقیه جلد ۴ ص ۲۹۹ ۔ نہج الخطابه ص ۳۸۲ ۔ کتاب المواعظ ص ۴۴ ۔ مستدرک جلد ۱۴ ص ۱۴۷ ۔

SHIA ITHNA ASHERI

Presented by www.ziaraat.com

ضدی مزاج، بے جا توقع کرنے والا اور صدمہ آور و دل آزار و کاہل ہو جائے۔

لہذا یتیموں کی پرورش و تربیت میں راہ اعتدال و میانہ روی ہونا چاہیئے۔ سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۸۸ میں خداوند عالم فرماتا ہے: تم انہیں خیال میں بھی نہ لانا جو اپنی کارستانی پر اترائے جاتے ہیں اور کیا کرایا خاک نہیں (مگر) تعریف کے خواستگار ہیں، پس تم ہرگز نہ خیال کرنا کہ ان کو عذاب سے چھٹکارا ہے بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بدترین باپ وہ ہے جو کہ فرزند کی بہ نسبت محبت میں افراط و زیادہ روی کرے [۱]۔"

ریمونڈ ویچ کہتا ہے:

ہم کو چاہیئے کہ بچے کے سن طفولیت میں جو خطائیں سرزد ہوں اس پر بچے کو نصیحت کریں کیونکہ یہی وہ رائج ترین خطائیں ہیں جس کی وجہ سے بچہ ضدی، چرب زبان وغیرہ ہو جاتا ہے۔"

بچے کے ابتدائی زمانہ میں بے جا محبت اس کو نافرمان، ضدی چاپلوس

ASSOCIATION KHOJA
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

۱ـ تاریخ یعقوبی جلد ۲ ص ۳۲۔

و بدبخت بنا دیتی ہے، اور والدین بچے کو نیک بخت و سعادت مند دیکھنا چاہتے ہیں لہذا بے حد محبت کرتے ہیں اور بچے کو رنج و غم حتیٰ کہ تھوڑی سی تکلیف و رنج میں بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔ اور بچے جب بتدریج بڑے ہوتے ہیں تو ان کے لئے تفریحات کے ہر مناسب وسائل کو فراہم کرتے ہیں۔ ہاں یہ احساسات بظاہر قابل مدح ہیں لیکن باطن میں خطرناک اور برے ثابت ہوتے ہیں۔

اس کے لئے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"تستحب عرامة الغلام فی صغرہ لیکون حلیماً فی کبرہ [۱]

بچوں کو سختیوں اور دشواریوں میں پروان چڑھانا مستحب ہے تاکہ بڑے ہونے کے بعد حلیم و بردبار بن سکیں اور مشکلات کو برداشت کر سکیں"۔

یتیموں کا احترام

"قال رسول اللہ ص: اکرم الیتیم و احسن الی جارک"۔

۱ـ سفینۃ البحار بحث علم۔

Presented by www.ziaraat.com

یتیموں کا احترام کرو اور پڑوسیوں سے نیکی کرو۔

ہماری دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ یتیموں کا احترام کریں تاکہ یہ عمل اس کی آئندہ زندگی کے لئے خوشگوار ہو۔

قرآن کہتا ہے:

"کلا بل لا تکرمون الیتیم"۱ ہرگز نہیں! بلکہ تم لوگ یتیم کی خاطرداری نہیں کرتے ہو

اس آیۂ کریمہ میں خداوند عالم جاہلوں کی سرزنش و مذمت کرتا ہے کہ کیوں یتیموں کا احترام نہیں کرتے؟ ان کی مذمت اس لئے نہیں کرتا کہ کیوں ان کو گرسنگی، خطرات سے نجات نہیں دیتے؟! اس لئے کہ یتیموں کو صرف معاشی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا ہے۔

بچہ جو اس وقت معاشرہ کی بہترین فرد ہے اگر اس کی اچھی تربیت کی گئی اور دوسروں نے اس کا احترام کیا تو وہ بھی انہیں لوگوں کی اتباع و پیروی کرتے ہوئے لوگوں کا احترام و اکرام کرے گا اور جد وجہد کرے گا کہ اس سے کوئی گناہ و خطا سرزد نہ ہو اور کوشش کرے گا کہ اخلاق حسنہ و شائستگی سے آراستہ ہو۔

حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

ASSOCIATION KHOJA

۱۔ سورۂ فجر آیت ۱۷۔

«من کرمت علیہ نفسہ ھانت علیہ شھوتہ»۱

جو شخص عزت و شرافت کا حامل ہوگا وہ خواہشات کو ذلیل سمجھے گا۔

مولائے کائنات کا ارشاد ہے:

«من کرمت علیہ نفسہ لم یھنھا بالمعصیۃ»۲

جو شخص روحانی عزت و شرافت کا حامل ہوجاتا ہے وہ اپنے نفس کو گناہوں کی آلودگی سے آلودہ نہیں کرتا۔

لوگ اگر یتیموں کا احترام کرنے کے بجائے ان کی توہین و تحقیر کریں گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگوں سے بدظن و کینہ پرور اور نافرمانی و سرکشی کر بیٹھے۔ اور برے کاموں کو اپنی شخصیت کے منافی نہیں سمجھے گا نتیجہ میں وہ اپنی شخصیت کو برے کاموں سے بچانے کے لئے اجتناب نہیں کرے گا اور نیک و اچھے کاموں کے ذریعہ اپنی شخصیت بنانے کی کوشش نہیں کرے گا۔

تحصیل علم

یتیم کو معاشرے کے لئے مفید بنانے کے سلسلہ میں ہم کو چاہیئے کہ سیرت

۱۔ نہج البلاغہ فیض ص ۱۲۸۳۔

۲۔ غرر الحکم ص ۶۷۷۔

Presented by www.ziaraat.com

کو ایسا بنائیں جو اس کے عالی مقاصد و منافع و مصالح کا پرتو قرار پائے اور چونکہ ہم نے اس کی تربیت و پرورش کی ذمہ داری کو قبول کیا ہے، لہذا ہم کو امکانات کے مطابق اس کی تعلیم و تفریح کے اسباب بھی فراہم کرنا چاہیئے تاکہ خدا کی عطا کی ہوئی استعداد بار آور ہو سکے اور مستقبل میں معاشرہ اس کے علم و کمال سے مستفید ہو سکے۔ معارف اسلامی میں آیا ہے :

"من انفق درھماً علیٰ طالب العلم فکانما انفق بمثل جبل احد"[1]

جو شخص طالب علم پر ایک درہم خرچ کرے گو یا اس نے کوہ احد کے مثل (راہ خدا میں) انفاق کیا۔

طالب علمی کے زمانے دینی تعلیم سے غافل نہیں ہونا چاہیئے، چوں کہ بچہ کا دل و ضمیر صاف اور تعلیم اسلام کو حاصل کرنے کے لئے آمادہ رہتا ہے اور اس کے لئے کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہوتی! لہذا اس سنہرہ موقع سے استفادہ کرنا چاہیئے جیسا کہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

"بادروا اولادکم بالحدیث قبل ان یسبقکم الیہم المرجئۃ"[2]

اپنے فرزندوں کو حدیث کی تعلیم دینے میں جلدی کرو قبل اس

---

[1] ۔ چہل حدیث شریف منسوب بہ مولائے متقیان ص۹۰ ۔

[2] ۔ مرجئہ ایک ایسا فرقہ ہے جو ایمان میں تاخیر کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ دین کا اقرار کرنا ایمان ہے نہ عمل کرنا دین کے قوانین کے مطابق ۔

کے کہ مرجئہ (فرقہ) ان کو گمراہ کرے ۔

دوسری چیز جس کی بھرپور کوشش کرنا چاہیئے وہ عبادت کی تشویق اور تمرین ہے تاکہ عبادت کا صحیح طریقہ سیکھ کر بالغ ہونے کے بعد انجام دے سکے امام حسینؑ یا امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ :

"یترک الغلام حتیٰ یتم لہ سبع سنین، فاذا تم لہ سبع قیل لہ اغسل وجھک وکفیک، فاذا اغسلھا قیل لہ "صل" ثم یترک حتیٰ یتم لہ تسع سنین فاذا تمت لہ علم الوضوء وضرب علیہ وامر بالصلوٰۃ وضرب علیھا، فاذا تعلّم الوضوء والصلوٰۃ غفر اللہ لوالدیہ انشاء اللہ"

بچہ کو سات سال تک آزاد رکھنا چاہیئے، جب سات سال پورے ہو جائیں تو ان کو منہ ہاتھ دھونے کا حکم دیا جائے، اس کے بعد نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے پھر اس کو نو سال تک چھوڑ دیا جائے، جب نو سال پورے ہو جائیں تو اس کو وضو اور نماز سکھائیں یہاں تک کہ وضو سیکھ جائے اور اگر نافرمانی کرے تو اس کی تنبیہ و توبیخ کی جائے اور جب وہ وضو و نماز کو سیکھ لے گا تو خداوند عالم اس کے والدین کو انشاءاللہ بخش دے گا۔

امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے :

Presented by www.ziaraat.com

"انا نأمر صبيا ننا بالصيام اذا كانوا بنى سبع سنين، فان كان الى نصف النهار او اكثر من ذالك او اقل، فاذا غلبهم العطش والفوت افطروا حتى يتعوّد الصوم وليطيقوه فمروا صبيانكم اذا كانوا بنى تسع سنين بالصوم ما اطاقوا من صيام فاذا غلبهم العطش افطروا،،

جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو روزہ رکھنے کا حکم دیں۔ وہ نصف روز یا اس سے کم، زیادہ وقت تک روزہ رکھیں، جب ان پر تشنگی وضعف کا غلبہ ہو جائے تو روزہ توڑ دیں تاکہ روزہ رکھنے کی عادت ہو جائے،

لہٰذا تم لوگ بھی اپنے بچوں کو نو۹ سال کی عمر سے روزہ رکھنے کی مشق کراؤ، جب تک وہ تحمل کر سکتے ہوں روزہ رکھیں اور جب ان کے اوپر تشنگی کا غلبہ ہو جائے تو روزہ کو توڑ ڈالیں۔

حوصلہ افزائی اور تنبیہ

ایک ذمہ داری سرپرستوں کی یہ ہے کہ جب بچے ممیز ہو جائیں اور نیکیاں، برائیاں، اچھائیاں، خرابیاں، اخلاق حسنہ اور اخلاق رذیلہ سمجھنے لگیں

اور اس وقت اگر ان سے نیک کام سرزد ہوں تو ان کی حوصلہ افزائی کی جائے جیسا کہ آیات واحادیث میں تشویق کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور اس کے اثرات و فوائد کسی پر پوشیدہ نہیں ہیں۔

اور اگر برے و ناشائستہ کام ان سے سرزد ہوں تو نصیحت اور سرزنش کرنا چاہیئے۔

کتاب تدابیر المنازل کے ص۳۶ پر تحریر ہے کہ:

"ينبغى لقيّم الصبى ان يجنبه مقامع الاطفال وينكب عنه معايب العادات، بالترهيب والترغيب والايناس والايماش والاعراض والاقبال بالحجر مرة وبالتوبيخ اخرى"،

یتیموں کے سرپرستوں کو چاہیئے کہ یتیموں کو ایسی جگہوں پر نہ جانے دیں۔ جہاں سے بری عادت دامن گیر ہوتی ہیں اگر وہ تشویق سے اس بات سے باز رہیں تو تشویق سے ورنہ توبیخ سے ان کو ان باتوں سے باز رکھا جائے۔

اس بات کو میں بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اچھے اور نیک کام کرنے والے کی مدح اتنی کی جائے جتنے کا وہ مستحق ہے، لیکن حد سے زیادہ تعریف اور مدح کرنا بھی نقصان دہ ہے۔ اور یتیم کی حوصلہ افزائی و تشویق کرنے میں دوسروں کی توہین و مخالفت نہ ہوتی ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

عذر قبول کرنا

"فی وصیۃ النبیؐ بعلیؑ: قال: یا علیؑ من لم یقبل العذر من متنصل صادقاً کان او کاذباً لم ینل شفاعتی"[۱]

نبی اکرمؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت کی: اے علیؑ جو شخص معذرت خواہ کے عذر کو قبول نہ کرے خواہ وہ معذرت خواہی میں جھوٹا ہو یا سچا، میری شفاعت سے محروم رہے گا۔

امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

"ولا یعتذر الیک احد الا قبلت عذرہ وان علمت انہ کاذب"[۲]

ہر عذر خواہ کے عذر کو قبول کرلو اگرچہ آپ یہ جانتے ہوں کہ وہ کاذب ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ سرپرست و مربی کو تیم کے امور پرورش و تربیت میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اس کی مشکلوں، سختیوں اور دشواریوں کو

۱۔ بحار الانوار جلد ۷۷ ص ۴۷ ۔ مکارم الاخلاق ۔ الدر اللامعہ ص ۶ ۔ میزان الحکمۃ جلد ۶ ص ۱۱۲ ۔ من لا یحضرہ الفقیہ جلد ۴ ص ۲۵۵ ۔

۲۔ بحار الانوار جلد ۷۱ ص ۱۵۵ ۔ میزان الحکمۃ جلد ۶ ص ۱۱۱ ۔

دور کرنے کے لئے بدل و جان کوشش کرنا چاہیئے اور بچہ کی غلطی و لغزش سے چشم پوشی کرتے ہوئے اس کے عذر کو قبول کرلینا چاہیئے اس لئے کہ عذر خواہ کے عذر کو قبول کرنا فضیلت و شرافت کی علامت ہے اور اگر عذر خواہی میں دروغگوئی سے کام لیتا ہے تو فراخ دلی کا ثبوت دیتے ہوئے عذر کو قبول کرلینا چاہیئے اور اس کی لغزشوں کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کرنا چاہیئے بہت ممکن ہے اس تجاہل عارفانہ سے بچہ پر نیک اثرات مرتب ہوں، اور اپنے قول کا لحاظ کرتے ہوئے ممکن ہے بچہ اس غلطی یا برائی سے پرہیز کرے یا کم از کم اس میں کمی کردے۔ اور اگر اس سے کہیں کہ تم جھوٹ بولتے ہو مجھ کو اچھی طرح معلوم ہے، تو بچہ جری ہو جائے گا، ہٹ دھرمی اور ضد میں آپ کی باتوں کو بھی نہیں سنے گا۔ غلطیاں و نافرمانیاں اس سے بھی زیادہ کرنے لگے گا۔

آخر کار یہ سب باتیں اس حد تک پہنچ جائیں گی کہ اس کے ساتھ زندگی بسر کرنا دشوار ہو جائے گا۔ جیسا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص تمہارے داہنے جانب (بیٹھ) کر تمہاری توہین کرے یا جسارت کرے اور بائیں جانب آکر معذرت چاہے تو تم کو اس کا عذر قبول کرلینا چاہیئے

امام علیؑ فرماتے ہیں: "اقبل عذر من اعتذر الیک"

۱۔ بحار الانوار جلد ۷۱ ص ۱۵۵ ۔ میزان الحکمۃ جلد ۶ ص ۱۱۱ ۔

Presented by www.ziaraat.com

جو تم سے پوزش اور عذر خواہی کرے اس کے عذر کو قبول کر لو۔

یہاں یہ نکتہ بھی قابل ذکر اور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تغافل اور بچوں سے عذر کو قبول کر لینے کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے اس لئے کہ وہ ہمارے اس رویہ وطور طریقہ سے اپنی غلط راہ کو چھوڑ کر راہ راست کو اختیار کر لیں گے۔

لیکن اگر کوئی اس رویہ سے غلط فائدہ اٹھا کر برے کاموں کو انجام دیتا رہے تو اس وقت اس کے عذر کو قبول نہیں کرنا چاہیئے اور برے کاموں کا تذکرہ اس کے سامنے کر کے مورد مواخذہ وسزا قرار دینا چاہیئے جیسا کہ پیامبرؐ کا طریقہ حکم بن العاص کی خلاف ورزی کے سلسلہ میں تھا۔[1]

یتیموں کو ڈانٹنے کی ممانعت

یتیم بچوں کو ڈانٹنے سے پرہیز کرنا چاہیئے اس لئے کہ اس سے بچہ رنجیدہ ہوتا ہے اور اس کے لئے مشکلات کا باعث ہوتا ہے۔

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"ارأیت الذی یکذب بالدین ○ فذالک

[1] ۔ ناسخ التواریخ حالات امام سجادؑ جلد ۱ ص ۲۳۔

الذی یدع الیتیم"[1]

(اے پیامبرؐ) کیا تم نے اس شخص (ولید بن مغیرہ) کو دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے، یہ تو وہی (کم بخت) ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔

اور سورۂ ضحیٰ میں (خدا) پیامبرؐ کو یاد دلاتا ہے کہ تم یتیم تھے خدا نے تم کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا اور بیابان مکہ میں راستہ کو گم کر دیا تو تمہاری ہدایت و راہنمائی کی اور تم کو تنگ دست دیکھ کر غنی کر دیا، پس ان سب چیزوں کا شکر کرو اور یتیموں کو کبھی اذیت نہ دو۔

"فاما الیتیم فلاتقھر"

یتیموں کے لئے مناسب کام کا تعین

اگر آپ چاہتے ہیں کہ یتیم دوسروں کے جال میں مقید نہ رہے اور ان کے منت واحسان اور انفاق و مدد کا محتاج نہ رہے اور برے وبے کار کاموں سے محفوظ رہے تو چاہیئے کہ جب وہ کام کرنے کے لائق ہو جائے اور کام کرنا اس کی صحت و سلامتی اور تعلیم و تربیت کے لئے مضر نہ ہو تو ذیل

[1] ۔ سورۂ ماعون آیت ۱، ۲۔

کی باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ جیسا کہ خواجہ نصیر الدین طوسیؒ نے اپنی کتاب "اخلاق ناصری" میں تحریر کیا ہے:

"بہتر ہے کہ بچہ کی طبیعت کا بغور مطالعہ کریں، عقلمندی اور فراست سے اس بات کا اندازہ لگائیں کہ بچہ کن کاموں کی طرف مائل و راغب ہے تاکہ اس کو اسی کام میں لگائیں، اس لئے کہ تمام لوگ ہر کام کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، لہذا جو شخص جس کام کی طرف مائل ہو اس کو اسی کام میں لگایا جائے تاکہ جلد از جلد فائدہ حاصل کر سکے۔

اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ تعلیمی سلسلہ کے دوران یا تعطیلات میں مناسب صنعت و حرفت میں اس کو لگایا جائے پھر وہ جس کی طرف مائل ہو اس کے لئے اقدام کریں، اس طرح بچہ کی فعالیت کے لئے زمین ہموار ہو جائے گی۔ اور چونکہ کاموں میں لگانا خود ہی فسادات کی رکاوٹ کا باعث ہے لہذا اس سنہرے موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیئے اسی کے ساتھ ساتھ اس کے معاشی حالات میں بھی استقلال پیدا ہو جائے گا اور معاشرہ کی ایک ذمہ داری بھی کم ہو جائے گی۔

اور اس کے شغل کے تعین کے بعد لائق و ذمہ دار مسلمان کے حوالہ کر دینا چاہیئے تاکہ وہ فنون میں ماہر ہو جائے، اور جب وہ ماہر ہو جائے تو پھر آلات و وسائل کی جمع آوری میں اس کی مدد کرنا چاہیئے تاکہ وہ

خود مستقل طور پر اپنا کام کرنے لگے اور اپنے فنون کو مستقبل میں معاشرہ کے اندر رائج کر سکے۔

یتیموں کی شادی

ازدواج جوان انسانوں کی ضروریات میں سے ہے اگر یتیم حد بلوغ کو پہنچ جائے اور شادی کی احتیاج رکھتا ہو لیکن مالی کمزوری کی وجہ سے وہ پیغمبرؐ کی اس سنت حسنہ پر عمل نہ کر سکتا ہو تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ شادی لوازمات کو فراہم کریں، ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں لاپرواہی و بے توجہی، فتنہ و فساد و تباہی کے غار میں خود کو گرا دے۔

"عن النبیؐ: من زوج اخاہ امرأۃ یانس بھا و تشد عضدہ و یستریح الیھا زوجہ اللہ من الحور العین وآنسہ بمن احبہ من الصدیقین من اھل بیتہ و اخوانہ وآنسھم بہ"[۱]

جو شخص کسی عورت و مرد کی شادی کے وسائل فراہم کرے تاکہ

---

[۱] ۔ مکاسب محرمہ، طبع قدیم ص۹۶۔

Presented by www.ziaraat.com

وہ لوگ آپس میں میل و محبت سے زندگی بسر کریں خداوند عالم حورعین سے اس کی شادی کرے گا۔ اور اس کو اہلبیت پیامبرؐ اور دینداروں کا ہم نشین قرار دے گا۔

"قال رسول اللہؐ: من عمل فی تزویج بین المومنین حتی یجمع بینھما، زوّجہ اللہ الف امرأة من الحور العین وکان لہ بکل خطوة خطاھا، او بکل کلمة کلم بھا فی ذالک عمل سنة قیام لیلھا وصیام نھارھا"

جو شخص مومنین کی ازدواج میں اس لئے کوشش کرتا ہے تاکہ وہ ازدواجی زندگی بسر کریں، خداوند عالم ہزار حور العین سے اس کی شادی کرے گا، اور اس کام کو انجام دینے میں جتنے قدم وہ اٹھائے گا، جتنے لفظ وہ زبان پر جاری کرے گا اس کے مقابل میں ایک سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھے گا کہ جیسے وہ "قایم اللیل و صائم النھار" رہا ہو۔

یتیموں اور ان کے بزرگوں کے لئے دعا کرنا

جس وقت جعفر طیارؑ میدان کارزار میں شہید ہوئے اور یہ خبر مدینہ میں

میں پھیل گئی تو پیامبر اکرمؐ جعفر طیارؑ کے گھر کی طرف تیزی کے ساتھ دوڑے گھر پہنچ کر ان کی بیوی سے فرمایا کہ یتیموں کو لائیں۔ بچوں کو اپنی آغوش میں لے کر پیار و محبت کیا اور جعفر طیارؑ کے بچوں کے لئے دعا کی۔

مناسب ہے کہ ہم بھی یتیموں اور رشیدوں کے لئے دعا کریں۔

خداوندا! شہداء کے بچوں کو اجر جزیل اور صبر جمیل عنایت فرما۔

خداوندا! نیکوکار اور بہترین انسانوں کو یتیموں کی امداد کی توفیق عنایت فرما۔

بارالہا! ان لوگوں کو شعور عطا فرما کہ جو یتیموں کی خودسازی اور تحصیل علم میں مدد کریں۔

اور بہت سے علماء بزرگ و عظیم الشان اور دین شناس باوجودیکہ یتیم تھے لیکن اپنی جدوجہد، کوشش و مطالعہ کی وجہ سے بلند ترین مقام پر پہنچے ہیں۔ ۱؎

پروردگارا! ان کو ایسے راستے پر گامزن فرما کہ جس میں تیری خوشنودی ہے۔

خداوندا! ان کو باعظمت و باعزت اور نیکوکار قرار دے تاکہ وہ لوگ یتیموں کی بچپن میں خدمت کریں اور ان کی راہ میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ بنیں۔

۱؎ - جیسے امام خمینیؒ و علامہ طباطبائیؒ وغیرہ ۔۔۔

Presented by www.ziaraat.com

خدایا! ان کو اپنے دینی وظائف اور اجتماعی ذمہ داری سے آشنا فرما۔
خدایا! ان کے والدین کو غریق رحمت فرما اور یتیموں کو نیک کام کرنے کی توفیق مرحمت فرما جس سے ان کے گزشتگان خوش رہیں۔

"آمین یا رب العالمین"

روایات کی رو سے یتیموں کی خدمت کے آثار

۱۔ جو لوگ یتیموں کے حقوق ادا کرتے ہیں ان کا شمار عقلمند افراد میں ہوتا ہے[۱]
۲۔ یتیموں کی دل جوئی و حوصلہ افزائی کرنا شیعہ ہونے کی علامت ہے[۲]
۲۔ یتیموں کے ساتھ نیکی کرو تا کہ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی نیکی کی جائے۔[۳]
۴۔ سب سے بابرکت وہ دسترخوان ہے جس پر یتیم کھانا کھائے اور جس دسترخوان پر یتیم کھانا کھاتا ہے، شیطان اس دسترخوان کے قریب نہیں جاتا[۴]

۱۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۱ ص ۱۴۹۔
۲۔ تحف العقول ص ۳۹۵۔
۳۔ نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۲۶۴۔
۴۔ کنز العمال جلد ۳ ص ۲۰۹۔

۵۔ جو لوگ اپنے گھر میں یتیم کی پرورش کرتے ہیں اور ان کو تکلیف و آزار سے محفوظ رکھتے ہیں اور ان کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں ان کے اعمال مقبول ہیں[۱]
۶۔ جو شخص یتیم پر رحم کرتا ہے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے اور اپنے ساتھ کھانا کھلاتا ہے اس کا دل نرم ہو جاتا ہے[۲]
۷۔ ہر شخص یتیم پر رحم کرتا ہے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے ہر بال کے برابر جو اس کے ہاتھ کے نیچے سے گزرتا ہے، نیکیاں لکھی جاتی ہیں، بعض روایتوں میں ہے کہ ہر بال کے برابر روز قیامت اس کو نور عطا کیا جائے گا۔
۸۔ دار الفرح بہشت میں ان کی مخصوص جگہ ہے جو لوگ یتیموں کے ساتھ نیکی و مہربانی سے پیش آتے ہیں[۳]
۹۔ جو شخص کسی یتیم کو سیر کرے اور اس سے باپ کی طرح پیش آئے تو ہر سانس کے عوض جو کہ دنیا میں لیتا ہے جنت میں اس کو قصر عطا کیا جائے گا[۴]

۱۔ مشکوٰۃ الانوار ص ۱۶۷۔
۲۔ نہج الفصاحۃ ص ۶۔
۳۔ کنز العمال جلد ۳ ص ۷۵۔
۴۔ مشکوٰۃ الانوار ص ۱۶۸۔ بحار الانوار جلد ۷۵ ص ۱۲۔

Presented by www.ziaraat.com

۱۰ - تین یتیموں کی سرپرستی کا اجر اس شخص کے برابر ہے جو قائم اللیل اور صائم النہار ہو اور اس کے مانند ہے کہ جو شب و روز تلوار لے کر مشغول جہاد رہے -

۱۱ - جو شخص کسی یتیم پر رحم کرتا ہے خدائے متعال کی رحمت اس پر سایہ فگن رہتی ہے

۱۲ - وہ ماں جو کہ اپنے بچوں کی پرورش کرے وہ رحمت خدا کے سایہ میں ہے[1]

۱۳ - یتیموں کے ساتھ نیکی و احسان کرنے کے نتیجہ میں "جس انسان کے ماں باپ گناہ کی آلودگی کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہیں خداوند عالم" ان کو نجات دیتا ہے -[2]

سرپرستوں کے لئے چند باتیں قابل توجہ ہیں

یہ بات مسلم الثبوت ہے کہ اعمال کے قبول ہونے کے شرائط اللہ، رسولؐ اور ائمہ اطہار پر ایمان رکھنا ہے اور تقویٰ و اخلاص .... وغیرہ میں سے ہے - بعض چیزوں کی طرف یہاں پر اشارہ کر رہا ہوں اور اسی کے

---

۱ - المواعظ العددیہ ص۵۷ - نہج الفصاحہ ع۱۲۴۸ -

۲ - سفینۃ البحار جلد ۲ ص۷۳۱ - بحار الانوار جلد ۴۳ ص۷۷ - امالی صدوق ص۲۳۴ -

کے ضمن میں یتیموں کے سرپرستوں کو توصیہ بھی کیا جائے گا -

الف - نیت عمل

جن چیزوں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے ان میں سے ایک نیت بھی ہے - اسلام ظاہری عمل پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ عمل کے ظاہری چہرہ کے ساتھ باطنی اخلاص و اسباب اور انجام دینے کے طور طریقہ کو بھی اہمیت دیتا ہے -

اسی دلیل کی بنا پر پہلی شرط عبادت میں نیت ہے اور عمل کی ارزش و اہمیت اسی سے وابستہ ہے - بعض حضرات جیسے آیت اللہ بروجردی وغیرہ نے نیت کو کافی نہیں سمجھا ہے کہ انسان کے نفع کے لئے ہو اور زبان پر جاری ہونے کے ساتھ ساتھ دل میں بھی اس کا حظور ضروری ہے -

لہذا اگر یتیموں کی مدد کرنا معاشرہ کی تحسین و آفرین کے لئے ہو یا انسانی عاطفہ کے شوق دلانے کی بنا پر ہو یا ترحم کے احساس کرنے کی بنا بنا پر ہو تو لا انجام دیں جیسا کہ کینٹ "Kant" کہتا ہے -

چونکہ تکلیف و قانون وہ اخلاق ہے جس کا سرچشمہ ضمیر ہے اگر اس نے اس کے کمال کو حاصل کرنے کے لئے ان جذبات و اخلاقی قانون کی وجہ سے اسباب کو فراہم نہیں کئے، تو ہمارا عمل ایسا ڈھانچہ قرار پائے گا کہ جس میں روح نہ ہو -

Presented by www.ziaraat.com

اس سلسلہ میں ہم چند حدیثوں کا ذکر کرتے ہیں

۱۔ پیامبر اکرمؐ نے اپنے صحابی ابوذر غفاریؓ سے فرمایا:

"یا اباذر، ولیکن فی کل شیئٍ نیہ حتی فی النوم و الاکل"[1]

اے ابوذر ہر کام میں یہاں تک کہ سونے اور کھانے میں بھی نیت کیا کرو۔

۲۔ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے: "لا عمل الا بنیہ"[2] "یا لکل امرءٍ مانوی"[3]

نیت کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں۔ یا ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی ہو (جیسی نیت ویسا اجر)

۳۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا: "انما یبعث الناس علیٰ نیاتھم"[4]

لوگ قیامت کے دن اپنی نیتوں اور ارادوں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے

۴۔ امام علیؑ نے فرمایا: "النیۃ اساس العمل"[5]

نیت عمل کی بنیاد ہے۔

۱۔ فلسفۂ ارزشہا از س م مدرسی ص۹۳۔

۲۔ اصول کافی جلد ۱ ص ۷۔

۳۔ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۲ ۔ منیۃ المرید ص ۲۷۔ کنز العمال جلد ۳ ص ۴۲۲ و ۴۲۳۔

۴۔ شرح شہاب الاخبار ص ۲۶۲۔ کنز العمال جلد ۲ ص ۴۱۹۔

۵۔ فہرست غرر الحکم ص ۲۹۸۔

ب۔ خلوص عمل

یتیموں کے سرپرست اور نیکوکار لوگوں کو ہر کام کرنے سے پہلے اپنے نیک کاموں میں خلوص پیدا کر لینا چاہیئے، اور کاموں کو فقط اللہ کے لئے اور اس کی رضا و خوشنودی کے لئے انجام دینا چاہیئے اور کوشش کرنا چاہیئے کہ ان کے تمام اعمال ہر قسم کے عیوب و آلودگی اور ریاکاری و مکاری سے پاک ہوں۔ اس لئے کہ اگر عمل کوئی خودنمائی، دکھاوے اور تعریف و تحسین اور لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کی غرض سے انجام دیا جائے یا نام و نمود کی ہوس کی بنا پر بجالایا جائے تو بدون شک یہ ریاکاری ہوگی اور اس عمل کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی بلکہ یہ عمل باطل ہوگا۔

پیامبر اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

"اذا عملت عملاً فاعمل للّٰہ خالصاً۔ لانہٗ لا یقبل من عبادۃ الاعمال الّا ما کان خالصاً"

جب بھی کوئی کام کرو خلوص نیت سے کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ وہی عمل قبول کرتا ہے جو خلوص نیت کے ساتھ بجالایا جاتا ہے۔

اور خداوند عالم سورۂ بقرہ میں ایسے ہی عمل کو ہم سے چاہتا ہے جس میں ریا نہ ہو بلکہ اس سے منزہ ہو۔

رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: "اخلص العمل یجزک منہ القلیل"

Presented by www.ziaraat.com

اعمال کو خلوص نیت کے ساتھ بجالاؤ تمہارے لئے تھوڑا بھی کافی ہوگا۔ اگرچہ کم ہو۔

جیسا کہ حکماء نے کہا ہے کہ سب سے بڑی نعمت جو خدا نے عطا فرمائی ہے وہ توفیق ہے اور بہترین شکر اس کے مقابلے میں خلوص و پاک وصاف نیت ہے کہ جس کو خداوندعالم قبول فرماتا ہے۔

اور یاد رہے کہ اگر ریاکاری اور دکھاوے کے لئے دوسروں کو کھانا کھلائیں یا نام ونمود کے لئے لوگوں کے کانوں تک یہ بات پہنچائیں تو خداوندعالم اس کو اہل جہنم کی پلید ترین غذا کھلائے گا[1]

ج۔ عمل کو منت واحسان جتا کر برباد نہ کرو

ممکن ہے ہمارے کام شروع میں خلوص نیت اور اللہ کی خوشنودی کے لئے ہوں لیکن بعد میں کسی آفت کا شکار ہو جائیں، انہیں آفتوں میں سے ایک کا نام احسان جتانا ہے جیسا کہ خداوندعالم سورۂ بقرہ کی آیت نمبر۲۶۴ میں ارشاد فرماتا ہے:۔

اے ایمان دارو اپنی خیرات کو احسان جتانے اور (سائل کو) ایذادینے کی وجہ سے اس شخص کی طرح اکارت نہ کرو جو اپنا مال محض لوگوں کو دکھانے کے واسطے

[1] ۔ سفینۃ البحار جلد۲ ص۶۷۔

خرچ کرتا ہے اور خدا اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اس کی خیرات کی مثل اس چکنی چٹان کی سی ہے، جس پر کچھ خاک (پڑی ہوئی) ہو، پھر اس پر زور وشور کا (بڑے بڑے قطروں) کا مینھ برسے اس کی (مٹی بہا کے) چکنا چپڑا چھوڑ جائے (اسی طرح) ریاکار اپنی اس خیرات یا اس کے ثواب میں سے جو انہوں نے کی ہے کسی چیز پر قبضہ نہ پائیں گے (نہ دنیا میں نہ آخرت میں) اور خدا کافروں کو ہدایت کر کے منزل مقصود تک نہیں پہنچایا کرتا۔

اسی سورہ میں دوسری جگہ آیت نمبر۲۶۲ میں ارشاد فرماتا ہے:

جو لوگ اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور پھر خرچ کرنے کے بعد کسی طرح کا احسان نہیں جتاتے ہیں اور نہ جن پر احسان کیا ہے ان کو ستاتے ہیں ان کا اجر وثواب ان کے پروردگار کے پاس ہے اور نہ (آخرت میں) ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اور اس سلسلہ میں معصومین سے بہت سی حدیثیں منقول ہیں نمونہ کے طور پر کچھ احادیث کو یہاں نقل کرتے ہیں۔

امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں: ”مَن مَنَّ بمعروفه افسده“[1]

جس شخص نے کار خیر کرنے کے بعد منت واحسان جتایا اس نے اپنے اعمال کو برباد کر ڈالا۔

[1] ۔ شرح محقق بارع جمال الدین محمد خوانساری بر غرر الحکم ودرر الکلم جلد۵ ص۲۴۳۔

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

تمہارا احسان کرنا اس وقت واقعی احسان ہوگا کہ سب سے پہلے تم اس کے انجام دینے میں کوتاہی نہ کرو اور انجام دینے کے بعد منت واحسان نہ جتاؤ۔۔۔۔ اور جو شخص لوگوں کے ساتھ نیکی کر کے جتائے یا موقع پاکر کہے تو وہ اپنے عمل کو خاک میں ملا دیتا ہے [۱]

امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

کچھ لوگ جنت میں نہیں جائیں گے جن میں سے ایک شخص وہ ہے جو لوگوں کے ساتھ نیکیاں کرنے کے بعد منت واحسان جتائے ۔[۲]

اور یہ بھی جاننا چاہئیے کہ احسان اس وقت اہمیت رکھتا ہے اور قابل قبول ہے جب اس میں تین خصوصیتیں پائی جاتی ہوں۔ کم شمار کیا جائے، پنہاں و مخفیانہ انجام دیا جائے، بے جھجک اور تیزی کے ساتھ انجام دیا جائے [۳]

د۔ محبوب اور موثر ترین وسائل کے ذریعہ یتیموں کی مدد کرو

۱/ ۔ بحار الانوار جلد ۷۲، ص۱۴۱ ۔ ۲/ ۔ قرب الاسناد ص۴۷ ۔

۳/ ۔ خصال ص۱۳۳ ۔

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے: "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" [۱]

(لوگو) جب تک تم اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے کچھ راہ خدا میں خرچ نہ کروگے ہرگز نیکی کے درجہ پر فائز نہیں ہو سکتے ۔

اور اسی طرح سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۶۷ میں ارشاد فرماتا ہے:

"یا ایھا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض"

اے ایمان والو اپنی پاک کمائی اور ان چیزوں میں سے جو کچھ ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہیں (خدا کی راہ میں) خرچ کرو۔

اس سلسلہ میں بہت سے واقعات تاریخوں اور تفسیروں میں درج کئے گئے ہیں یہاں بعض واقعات کا ذکر کیا جارہا ہے ۔

امام زین العابدین ؑ کے لئے لوگوں نے کچھ انگور ہدیہ کے طور پر پیش کئے جیسے ہی امام ؑ نے تناول کرنا چاہا ۔ ایک سائل نے آکر سوال کیا، آپ نے انگور سائل کو دے دیئے ایک شخص نے عرض کی، یا ابن رسول ؐ انگور آپ تناول فرمائیں اور سائل کو روپیہ پیسہ دے دیں، آپ ؑ نے فرمایا کہ تم نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" (لوگو) جب تم اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے کچھ راہ خدا میں خرچ نہ کروگے، ہرگز نیکی کے درجہ پر فائز نہیں ہو سکتے۔ میرے

۱/ ۔ سورۂ آل عمران آیت ۸۶/ ۔

Presented by www.ziaraat.com

نزدیک پیسہ سے زیادہ محبوب انگور تھا لہذا میں نے انگور سائل کے حوالہ کردیا[۱]
اور ہم کو حلال مال ہی خرچ کرنا چاہیئے۔

ھ۔ یتیموں پر ظلم کرنے سے پرہیز کرو

یتیموں پر ہر کسی قسم کا ظلم نہیں کرنا چاہیئے، جیسا کہ امام المتقین کا ارشاد ہے:

«ظلم الیتامیٰ والاماء ینزل النقم ویسلب النعم»،،[۲]

یتیموں اور کنیزوں (بیواؤں) پر ظلم کرنے سے بلا ومصیبت نازل ہوتی ہے اور نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں۔

دوسری حدیث میں ملتا ہے: «من ظلم یتیماً عق اولادہ»،،[۳]
جو شخص یتیموں پر ظلم وجور کرے گا اس کے فرزند خود اس کی نافرمانی کریں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

«من ظلم یتیماً سلط اللہ من یظلمہ او علیٰ عقب عقبہ»،،[۴]

جو شخص یتیموں پر ظلم کرے گا خداوند عالم اس پر یا اس کے بیٹوں پر۔ یا

۱؎۔ معارفی از قرآن ص۲۳۲۔ ۲؎۔ غرر الحکم جلد۲ ص۴۷۷۔
۳؎۔ غرر الحکم ودرر الکلم جلد۲ ص۶۱۸۔ ۴؎۔ تفسیر عیاشی جلد۱ ص۲۲۳۔

یا اس کے بیٹوں کے بیٹوں پر ایک ایسے ظالم کو مسلط کرے گا جو ان پر ظلم کرے گا۔

اور قرآن کریم میں خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

«قولٌ معروفٌ ومغفرةٌ خیرٌ من صدقةٍ یتبعھا اذیً واللہ غنی حلیم»[۱]

(سائل کو) نرمی سے جواب دینا اور (اس کے اصرار پر نہ جھڑکنا بلکہ) اس سے درگزر کرنا اس خیرات سے کہیں بہتر ہے جس کے بعد (سائل کو) ایذا پہنچے اور خدا ہر شیٔ سے غنی اور بردبار ہے۔

و۔ دوسروں کی تشویق

خداوند عالم نے تم کو یتیموں کی سرپرستی کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی ہے تو دوسروں کو بھی اس نیک عمل کی تشویق کرو اور چونکہ آپ نے خود بھی اس پر عمل کیا ہے لہذا تمہاری تشویق بھی کارآمد ہوگی۔

اسی طرح وہ لوگ کہ جو یتیموں کی مالی امداد نہیں کر سکتے لیکن گویائی رکھتے ہیں جس کے ذریعہ آیات و روایات کو بیان کر کے صاحبان نعمت اور مال داروں کو اس کار خیر کی تشویق دلا سکتے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ اس کام کو انجام دیں تاکہ اپنے وظیفہ اور ذمہ داریوں کو اچھی طرح انجام دے سکیں اور

۱؎۔ سورہ بقرہ آیت ۲۶۲۔

اس آیت کے مصداق نہ بنیں "ولا تحاضون علیٰ طعام المسکین"[1] اور نہ محتاج کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہیں۔

ز۔ عجب اور خودپسندی سے اجتناب

بعض لوگ خودپسندی اور عجب کی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے تھوڑی سی نیکی کرنے کے بعد اس کو بہت زیادہ شمار کرتے ہیں اور خوشی سے پھولے نہیں سماتے، لیکن اسلام نے عجب اور خودپسندی کی ممانعت کی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وایاک والاعجاب بنفسک والثقۃ بمایعجبک منھا وحب الاطراء فان ذالک من اوثق فُرَصِ الشیطان فی نفسہ لیمحق مایکون من احسان المحسنین"[2]

خودپسندی اور عجب سے پرہیز کرو اپنی تعریف کرنے سے بھی اجتناب کرو اس لئے کہ یہ شیطان کے نفوذ کرنے اور تم پر قابو پانے کا بہترین وقت ہوتا ہے، ابلیس خودپسندی کے ذریعہ نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے۔

---

[1] ۔ سورۂ فجر آیت ۱۸ ۔ [2] ۔ نہج البلاغہ نامہ ۵۳ ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ پیامبرؐ نے ارشاد فرمایا:

"موسیٰ بن عمران نے شیطان سے کہا: تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم کس وقت لوگوں پر مسلط ہوتے ہو اور ان کو گناہ کا مرتکب بناتے ہو۔

شیطان نے کہا: جس وقت لوگ عجب و خودپسندی سے دوچار ہوتے ہیں اور اپنی نیکیوں کو زیادہ سمجھتے ہیں اور گناہوں کو حقیر سمجھتے ہیں (اس وقت میں ان پر غالب ہو جاتا ہوں)۔

سماعہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسنؑ سے سنا کہ فرماتے ہیں "لاتستکثر واکثر الخیر" نیکیوں کو زیادہ شمار نہ کرو اس کے باوجود کہ کار خیر زیادہ انجام دو۔

ح۔ یتیموں کو خوار کرنے سے اجتناب کرو

مسلمانوں کو کوئی حق نہیں ہے کہ یتیموں، مسکینوں اور غریبوں کی توہین و تحقیر کریں اور سورۂ ضحیٰ کی آیت نمبر ۹ کی تفسیر اس طرح کی گئی ہے:

"فامّا الیتیم فلا تنھر"، یتیموں کو حقیر و پست شمار نہ کرو۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا: "من اذلّ یتیماً اذلّہ اللہ"[1]

جو شخص یتیموں کو ذلیل و خوار کرے گا خداوند عالم اس کو ذلیل کرے گا۔

---

[1] ۔ مشکواۃ الانوار فی غرر الاخبار ص ۱۶۸ ۔

Presented by www.ziaraat.com

لہذا یتیموں کے امور کو اس طرح انجام دینا چاہیئے کہ ہمسایوں کو اطلاع بھی نہ ہونے پائے کہ ان کی عزت و آبرو پر اثر پڑے۔

پیامبر اکرمؐ نے فرمایا:

"لا تستخفوا الفقراء شیعۃ علیؑ وعترتہ من بعدہ، فان الرجل منھم لیشفع فی مثل ربیعہ ومضر"، ۱؎۔

علی ابن ابی طالبؑ کے محتاج شیعوں کو اور ان کے فرزندوں کو سبک شمار نہ کرو اس لئے کہ ایک شخص ان (غریبوں) میں سے قیامت کے دن قبیلہ ربیعہ ومضر کے لوگوں کی تعداد کے مطابق شفاعت کرے گا۔

ط۔ مشکلات میں فراخدلی سے کام لینا چاہیئے۔

خداوند عالم نے بہت سی آیتوں میں ارشاد فرمایا ہے کہ یتیموں یا ان کے سرپرستوں سے جب کہ وہ ضرورت و حاجت رکھتے ہوں خوش اخلاقی و خوش رفتاری سے پیش آئیں۔

"وقولوا للناس حسناً"۲؎ اور لوگوں کے ساتھ اچھی طرح (نرمی) سے باتیں کرنا

۱؎ ۔ بحار الانوار جلد ۲؎، ص۳۵ ۔

۲؎ ۔ سورہ بقرہ آیت ۸۲؎ ۔

"وامّا تعرِضنّ عنھم ابتغاء رحمۃٍ من ربک ترجوھا فقل لھم قولاً میسوراً"، ۱؎ ۔

اور تم اپنے پروردگار کے فضل و کرم کے انتظار میں جس کی تم کو امید ہو (مجبوراً) ان (غریبوں) سے منہ نہ موڑنا پڑے تو نرمی سے ان کو سمجھا دو۔

"وقل لعبادی یقولوا التی ھی احسن ان الشیطان ینزغ بینھم ان الشیطان کان للانسان عدواً مبینا"، ۲؎ ۔

اور (اے رسول) میرے (سچے) بندوں (مومنوں) سے کہہ دو کہ وہ (کافروں سے) بات کریں تو اچھے طریقہ سے (سخت کلامی نہ کریں) کیونکہ شیطان تو (ایسی ہی) باتوں سے فساد ڈالتا ہے اس میں تو کوئی شک نہیں کہ شیطان آدمی کا کھلا ہوا دشمن ہے۔

"واما السائل فلا تنھر"، ۳؎ اور مانگنے والے کو جھڑک نہ دو۔

"قولٌ معروفٌ ومغفرۃٌ خیرٌ من صدقۃ یتبعھا اذیً"، ۴؎

(سائل کو) نرمی سے جواب دے دینا اور (اس کے اصرار پر نہ جھڑکنا بلکہ) اس سے درگزر کرنا اس خیرات سے کہیں بہتر ہے جس کے بعد سائل کو ایذا پہنچے

۱؎ ۔ سورۂ اسراء آیت ۲۸؎ ۔ ۲؎ ۔ سورۂ اسراء آیت ۵۲؎ ۔

۳؎ ۔ سورۂ ضحیٰ آیت ۱۰؎ ۔ ۴؎ ۔ سورۂ بقرہ آیت ۲۶۳؎ ۔

Presented by www.ziaraat.com

راضی بہ رضا اور خندہ پیشانی سے اقدام کرو

خداوند عالم قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

(اے رسول) تم کہدو کہ تم لوگ خواہ خوشی سے خرچ کرو یا مجبوری سے تمہاری خیرات تو کبھی قبول نہیں کی جائے گی، تم یقیناً بدکار لوگ ہو اور ان کی خیرات کے قبول کئے جانے میں اور کوئی وجہ مانع نہیں مگر یہی کہ ان لوگوں نے خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، اور نماز کو آتے بھی ہیں تو الکسائے ہوئے اور خدا کی راہ میں خرچ کرتے بھی ہیں تو بددلی سے (اے رسول) تم کو نہ تو ان کے مال حیرت میں ڈالیں اور نہ ان کی اولاد (کیونکہ) خدا تو یہ چاہتا ہے کہ ان کو آل و مال کی وجہ سے دنیا کی (چند روزہ) زندگی (ہی) میں مبتلائے عذاب کرے اور جب ان کی جانیں نکلیں تب بھی وہ کافر (کے کافر ہی) رہیں۔[1]

یتیموں کے مال کو لالچ کی نگاہ سے نہ دیکھو

خداوند عالم نے دوسروں کے مال پر حریصوں کی نظر رکھنے سے روکا ہے جیسا

[1] ۔ سورۂ توبہ آیت ۵۳، ۵۴، ۵۵

کہ سورۂ حجر کی آیت نمبر ۸۸ میں فرماتا ہے:

"لاتمدن عینک الیٰ ما متعنا بہ ازواجاً منھم"

اور ہم نے جو ان کفار میں سے کچھ لوگوں کو (دنیا کی) مال و دولت سے نہال کر دیا ہے تم اس کی طرف ہرگز نظر بھی نہ اٹھانا اور نہ ان کی (بے دینی) پر کچھ افسوس کرنا اور یہ نہی یتیموں کے مال کے سلسلہ میں بہت سخت لہجہ میں بیان کی گئی ہے۔

"ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ ظلماً انما یاکلون فی بطونھم ناراً و سیصلون سعیراً"[1]

جو لوگ یتیموں کے مال کو ناحق چٹ کر جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بس انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب واصل جہنم ہوں گے۔

تمام شد

[1] ۔ سورۂ نساء آیت ۱۰ ۔

اہم مصادر وماخذ

۱۔الف۔ آئین تربیب — ابراہیم امینی — انتشارات اسلامی تہران

۲۔ اخلاق از نظر ہمزیستی وارزشہای انسانی۔ محمد تقی فلسفی ۲ جلد، ہیئت نشر معارف اسلامی

۳۔ اربعین شیخ بہائی

۴۔ اخلاق ومعاشرت در اسلام۔ ڈاکٹر علی قائمی ۔ انتشارات امیری ۔ تہران

۵ ۔ ازدواج در اسلام — علی مشکینی ۔ ترجمہ احمد جنتی

۶ ۔ اصول کافی — کلینی

۷ ۔ اسلام ومحرومین ملل — سید کاظم مدرسی، انتشارات برہان ۔ تہران

۸۔ب۔ بحار الانوار — علامہ مجلسی رح

۹۔ت۔ تفسیر مجمع البیان — طبرسی رح

۱۰ ۔ تفسیر المیزان — علامہ طباطبائی رح

۱۱ ۔ تفسیر نمونہ — مکارم شیرازی

۱۲ ۔ تفسیر نور الثقلین — عبد علی بن جمعۃ العروسی الحویزی

۱۳ ۔ تفسیر برہان — سید ہاشم حسینی بحرینی

۱۴ ۔ الترغیب والترھیب ۔

۱۵ ۔ تربیت نسل شہید — دکتر علی قائمی — انجمن اولیاء ومربیان جمہوری اسلامی ایران

۱۶ ۔ تعلیم وتربیت در اسلام — شہید مرتضیٰ مطہری ۔ انتشارات الزہراء ۔

۱۷۔ ج۔ جہاد بانفس — حسین مظاہری ۔ انجمن اسلامی معلمان، قم

۱۸۔ خ۔ خانوادہ در قرآن — دکتر احمد بہشتی ۔ انتشارات طریق القدس

۱۹۔ د۔ الدرر اللامعہ — محمد باقر موحد ابطحی ۔ چاپخانہ حیدری ۔ تہران

۲۰۔ س۔ سفینۃ البحار — شیخ عباس محدث قمی، انتشارات فراہانی

۲۱۔ ش، شرح شہاب الاخبار ۔ قاضی قضاعی ۔

۲۲۔ غ، غرر ودرر آمدی وشرح فارسی آن — چاپ انتشارات دانشگاہ تہران

۲۳۔ ق، قصار الجمل — علی مشکینی

۲۴۔ ک، کشکول شیخ بہائی ۔

۲۵۔ کنز العمال — علی متقی ہندی

۲۶۔ کودک از نظر وراثت وتربیت، محمد تقی فلسفی، ہیئت نشر معارف اسلامی

۲۷۔ گ، گناہان کبیرہ — سید عبد الحسین دستغیب شیرازی، کتابخانہ مسجد جامع عتیق شیراز

۲۸۔ ھ، مستدرک الوسائل — میرزا حسین نوری

۲۹ ۔ منشور جاوید قران — جعفر سبحانی ۔ انتشارات وکتابخانہ عمومی امیر المومنین اصفہان

۳۰ ۔ مناقب ابن شہر آشوب

۳۱ ۔ مجموعۃ الاخبار

۳۲ ۔ مشکواۃ الانوار ۔ — طبرسی ۔

Presented by www.ziaraat.com

۲۳ - المواعظ العددیہ ۔ علی مشکینی ۔

۲۴ - المحجۃ البیضاء ۔ فیض کاشانی ۔

۲۵ - ماو یتیم سید محمد باقر شریف موسوی ہمدانی ۔ انتشارات دار العلم ۔ قم ۔

۲۶ - من توجیہات الاسلام شیخ محمود شلتوت ۔

۲۷ - منیۃ المرید شہید ثانی

۲۸ - معارف از قرآن شہید دستغیب

۲۹ - ن، نہج البلاغہ

۴۰ - نہج الفصاحہ ابو القاسم پائندہ

۴۱ - نہج الخطابہ علم الہدیٰ

۴۲ - نور الابصار شبلنجی

۴۳ - و، وسائل الشیعہ شیخ حر عاملی دار احیاء التراث العربی، بیروت،

۴۴ - ی، یتیم یا اشکی افتادہ بر کویر حسینی ایرانی دفتر انتشارات اسلامی وابستہ بجامعہ مدرسین قم

۴۵ - الیتیم فی القرآن عز الدین بحر العلوم

ASSOCIATION KHOJA
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

Presented by www.ziaraat.com

آنحضرتؐ کا ارشاد ہے :

جو شخص تین یتیموں کی کفالت کرے تو وہ ایسے شخص کے مانند ہے جس نے راتوں کو عبادت اور دنوں کو روزہ میں گزارا ہو اور شمشیر سے جہاد کیا ہو، بہشت میں وہ اور میں دو بھائیوں کی طرح رہیں گے جس طرح یہ انگشت شہادت اور انگشت وسطیٰ ہیں۔

انصاریان پبلیکیشنز

پوسٹ بکس نمبر ۳۷۱۸۵-۱۸۷

قم جمہوری اسلامی ایران

ٹیلی فون نمبر ۷۱۴۱۷۴۴

Presented by www.ziaraat.com